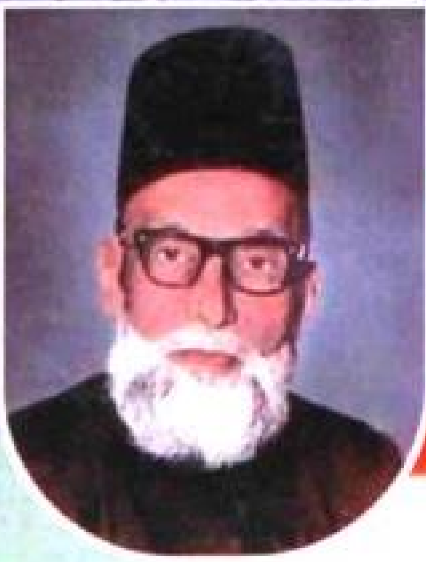

# بچوں کے شاعر اسماعیل میرٹھی

## (نظمیں اور ان کی تشریح)

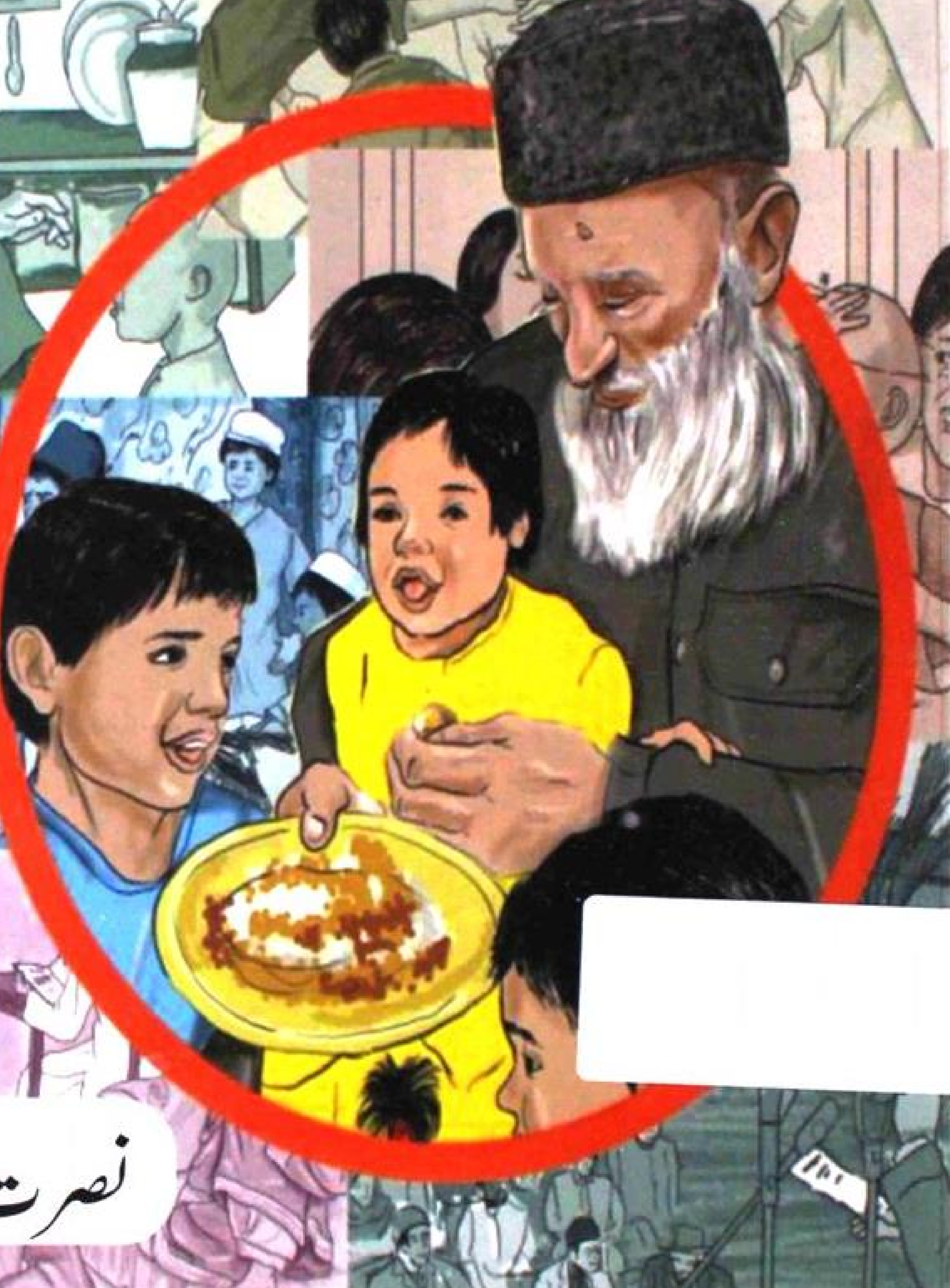

نصرت شمسی

# بچوں کے شاعر اسماعیل میرٹھی

## (نظمیں اور ان کی تشریح)

نصرت شمسی

جملہ حقوق نصُرت شمسی

کتاب کا نام : بچوں کے شاعر اسماعیل میرٹھی

(نظمیں اور ان کی تشریح)

مرتبہ و ناشر : نصُرت شمسی

انجمن اسٹریٹ، رام پور (یو. پی) 244901

موبائل نمبر: 09045380276

nusratshamsi123@gmail.com

whatsapp no 9045380276

سال اشاعت : 2016

تعداد : 500

قیمت : 89 روپے

کمپیوٹر کمپوزنگ : مریم بنت فرقان

کوچہ لالہ میاں، رام پور (یو. پی) 244901

طابع : اسلامک ونڈرس بیورو، کوچہ چیلان دہلی

کتاب ملنے کا پتہ : نصُرت شمسی

انجمن اسٹریٹ، رام پور (یو. پی) 244901

یہ کتاب قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے مالی تعاون سے شائع کی گئی ہے۔ نیز شائع شدہ مواد سے اردو کونسل کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

# انتساب

اپنی بیٹی مریم فرقان

بیٹے مہران احمد اور

نٹ کھٹ شرارتی سی بیٹی

رجا حیات کے نام .....

نصرت شمسی

# فہرست

پیش لفظ — ڈاکٹر محمد اطہر مسعود خاں — 07
پیارے نونہالو! — نصرت شمسی — 17

## نظمیں اور ان کی تشریح

1- بچوں کے شاعر اسماعیل میرٹھی — 19
2- خدا کی تعریف — 22
3- اسلم کی بلی — 31
4- کتا اور اس کی پرچھائیں — 37
5- ایک گھوڑا اور ایک سایہ — 42
6- چھوٹی چیونٹی — 48
7- دو مکھیاں — 54
8- ایک ایماندار لڑکا — 59
9- ہوا چلی — 67

| | | |
|---|---|---|
| 10- | اب آرام کرو | 71 |
| 11- | ہماری گائے | 77 |
| 12- | ایک جگنو اور ایک بچہ | 85 |
| 13- | رات | 91 |
| 14- | آسمان اور تارے | 97 |
| 15- | صبح کی آمد | 108 |
| 16- | اچھا زمانہ آتا ہے | 120 |

# پیش لفظ

ڈاکٹر محمد اطہر مسعود خاں

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک خوب صورت جسم عطا فرمایا ہے۔ جسم میں ہماری ضرورت کی ساری اعلیٰ اور اچھی چیزیں بنائیں۔ ان میں دل اور دماغ کو سب سے افضل بنایا۔ دماغ سے ہمیں اچھا سوچنے کا ہنر سکھایا۔ اس ہنر سے دنیا کے کروڑوں لوگ اچھے کام کر کے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کرتے ہیں لیکن ان میں بھی سب سے بہتر کام ہے لکھنا اور پڑھنا۔ شاعر نظمیں اور دوسری چیزیں لکھتے ہیں اور قلم کار بچوں کے لیے پیاری پیاری کہانیاں تحریر کرتے ہیں۔ ان ہی قلم کاروں میں ایک نام ہے نصرت شمسی!

وہ بچوں اور بڑوں کے لیے لکھتی ہیں۔ اب تک ان کی کئی کتابیں چھپ چکی ہیں۔ دو سال پہلے انھوں نے ایک کتاب 'تحفۂ اقبال برائے اطفال' بھی لکھی تھی جسے بچوں کے ساتھ بڑوں نے بھی کافی پسند کیا۔ اس کتاب میں بچوں کے لیے لکھی گئیں علامہ اقبال کی نظموں کو

کہانی کی شکل میں پیش کیا گیا تھا۔ یہ ایک بالکل نیا طریقہ تھا اور اس سے بچوں نے ،ان پیاری نظموں کے ساتھ ان کی تشریح کو بھی خوب دل وجان سے پڑھا۔اس بار نصرت شمسی اسماعیل میرٹھی کی، بچوں کے لیے لکھی گئی نظمیں لے کر آئی ہیں۔مولوی محمد اسماعیل میرٹھی ہندوستان کے ایک بہت بڑے ادیب اور شاعر تھے۔انھوں نے لگ بھگ ایک سو سال پہلے اپنی کئی دیگر کتابوں کے علاوہ، بچوں کے لیے بھی ایک قاعدہ اور پانچ کتابوں کا سیٹ تیار کیا تھا۔یہ کتابیں جب شائع ہوئیں تو انھوں نے اپنی دلکشی کے باعث پورے ملک میں دھوم مچادی تھی۔ ہندوستان کا شاید ہی کوئی ایسا گھر ہو جس میں اسماعیل میرٹھی کی یہ کتابیں پڑھی یا پڑھائی نہ گئی ہوں۔گزشتہ ایک سو سال میں ان کتابوں کو کروڑوں لوگوں نے پڑھا ہے جن میں بڑی تعداد بچوں کی ہے۔اسماعیل میرٹھی کی نظموں میں جو روانی، دلکشی اور عبارت کا حسن ہے، وہ بچوں کے دوسرے شاعروں کی نظموں میں کم ہی ملتا ہے۔اسماعیل میرٹھی کی نظموں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ ان کو بار بار نہیں بلکہ سیکڑوں بار پڑھیے لیکن آپ کا دل نہیں بھرے گا۔کسی کتاب کا حسن اس بات میں نہیں ہوتا کہ وہ چھپی ہوئی کتنی خوب صورت ہے بلکہ اس کی دلکشی تو اس بات میں ہوتی ہے کہ

اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے اسے لوگ پسند کتنا کرتے ہیں اور اسماعیل میرٹھی کی کتابیں اس لحاظ سے اپنے حسن کا جواب نہیں رکھتیں!

جیسا کہ ہم نے بتایا نصرت شمسی نے ان نظموں کو تشریح کے ساتھ کہانی کی شکل میں پیش کیا ہے اور ساتھ ہی مشکل الفاظ کے معنی بھی لکھ دیے ہیں۔ ایک خاص بات یہ کہ اسماعیل میرٹھی نے اپنی ہر نظم میں بچوں کو جو پیغام دیا ہے یا الگ الگ طرح سے نصیحتیں کی ہیں، ان کو نصرت شمسی نے بھی بڑے خوب صورت انداز میں اس طرح پیش کیا ہے کہ ہر نظم کا مقصد اور مطلب واضح ہو گیا ہے اور وہ مطلب باتوں باتوں میں یعنی کہانی کے ذریعہ سے بچوں کے ذہن میں بیٹھ جاتا ہے۔ اردو میں اپنی طرز کی یہ پہلی نہیں تو انوکھی یا منفرد کتاب ضرور ہے۔ اس میں بچوں کی ہی زبان میں، ان نظموں کا مطلب سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

کہانی لکھنا ایک مشکل کام ہے لیکن یہ کام اس وقت اور بھی مشکل ہو جاتا ہے جب یہ کہانی بچوں کے لیے لکھی جائے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ بچوں کے لیے وہ لوگ نظم یا کہانی کبھی نہیں لکھ سکتے جن کے دل سخت ہوں، جن کا مزاج کڑوا ہو، جن کی زبان نرم نہ ہو، جن کے اخلاق خراب ہوں اور جن کی بچوں سے دوستی نہ ہو۔ اس کے برعکس بچوں کے لیے تو

صرف وہ قلم کار لکھ سکتا ہے جس کا دل نرم و نازک ہو، جس کا مزاج پھولوں کا ہو، جوان کے شور وغل سے محظوظ ہوتا اور شرارتوں پر مسکراتا ہو، جوان کی ننھی سوچ کی داد دیتا اور چھوٹی چھوٹی کامیابیوں پر خوشی کا اظہار کرتا ہو، جس کے ہونٹوں پر معصوم سی مسکراہٹ ہو اور جسے بچے کی کلکاری میں کائنات کا حسن نظر آئے، جس کی زبان میٹھی ہو، جس کا اخلاق اچھا ہو، جو بچوں کی نفسیات جانتا ہو، جو بچے کے چوٹ لگنے پر خود بھی اس کے ساتھ روتا ہو، جسے ہر بچہ سے پیار ہو، جو بچوں کی توتلی زبان جانتا ہو، جو بچوں کی چھوٹی بڑی خوشیوں سے واقف ہو، جو روتے بچے کو ہنسانا جانتا ہو اور جو بچوں کو اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت اور جنت کے پھول سمجھتا ہو!

بچوں کے کئی قلم کاروں کی طرح نصرت شمسی بھی یہ خوبیاں ضرور رکھتی ہیں۔ ان کے اندر بچوں کی نفسیات کو سمجھنے کی ہمت بھی ہے اور صلاحیت بھی۔ بچے کی مسکراہٹ تو یوں بھی دل کو موہ لیتی ہے اور پھر وہ عورت جو ماں بھی ہو اور قلم کار بھی، اس کا دل تو پھولوں سے زیادہ نرم، اس کے بول شہد کی طرح میٹھے اور اس کی مسکراہٹ بچوں کو خوش کر دینے والی ہوتی ہے۔

کچھ ایسی ہی ہیں یہ نصرت شمسی!

جو بچوں کی بھولی بھالی مسکراہٹ کو لفظوں کا روپ دینے کا ہنر بھی جانتی ہیں اور اس کا بہترین سلیقہ بھی رکھتی ہیں۔

جو لوگ بچے کی عزت کرنا نہیں جانتے وہ بڑوں کی بھی عزت نہیں کر سکتے۔ قلم کار کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ بچے کی نفسیات کو سمجھے اور یہ نفسیات موٹی موٹی کتابیں پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتیں۔ یہ صفت تو صرف بچوں کے ساتھ گھلنے ملنے، ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے، ان کی پسند اور ناپسند کا خیال کرنے، ان کے اچھے برے موڈ کو سمجھنے، ان سے پیار کرنے، ان سے دوستی بڑھانے اور ان کو خوش و خرم رکھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ضدی بچوں کو دو میٹھے بول، بول کر اور ان کی بات مان کر ہی اپنے قبضے میں کیا جا سکتا ہے لیکن یہ کام وہی شخص کر سکتا ہے جو ان کی نفسیات سے واقف ہو۔ تیز بہتی ندی کے دھارے کو بند باندھ کر نہیں بلکہ ان کا رخ موڑ کر ہی قبضہ میں کیا جا سکتا ہے!

قلم کار کو یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ آج کے بچے کو اوٹ پٹانگ نظم یا جھوٹی سچی، بیکار یا بے سر پیر کی کہانی سنا کر متاثر نہیں کیا جا سکتا۔ آج اسے طوطا مینا کی کہانی یا نظم بھی نہیں چاہیے کیونکہ یہ سب کچھ تو وہ عملی طور پر موبائل، ٹیبلٹ یا کمپیوٹر پر دیکھ بھی رہا ہے اور ان سے گیم کی صورت میں

کھیل بھی رہا ہے۔ آج کے بچے کے لیے صرف با مقصد نظم اور با مقصد کہانی چاہیے۔ اب یہ قلم کار کی فنی خوبی، صلاحیت اور اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ باتوں باتوں میں بچہ کو کس طرح زندگی کے اعلیٰ مقاصد سے روشناس کراتا ہے۔

کچھ لوگ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ آسان زبان میں ایک تحریر لکھ دی تو وہ 'بچوں کے لیے کہانی' ہو گئی۔ یہ حقیقت تو ہے کہ بچوں کے لیے آسان زبان ہی استعمال کرنی چاہیے لیکن کہانی میں وہ ساری چیزیں بھی ضرور ہونی چاہئیں جن کا اہتمام ہم بڑوں کے لیے کہانی لکھتے وقت کرتے ہیں۔ اس میں سب سے اہم ہے تجسس، پلاٹ اور زبان کی روانی۔ کہانی کے بنیادی اصولوں کا خیال رکھتے ہوئے جو کہانی بھی لکھی جائے گی، وہ بچوں کو ضرور متاثر کرے گی۔

ایک بہت اہم سوال یہ ہے کہ ہم بچوں کے لیے نظمیں یا کہانیاں کیوں لکھیں؟ تو اس کا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کے لیے ادب بلکہ اچھے اور صالح ادب کا مطالعہ کرنا بہت ضروری ہے۔ ایک اچھی نظم یا ایک اچھی اور با مقصد کہانی بچے کے دل و دماغ پر اتنا گہرا اثر کرتی ہے جتنی بہت سی، زبردستی کی گئی نصیحتیں بھی اثر نہیں

کرتیں۔ بچے میں چونکہ ضد کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے اس لیے اس کے ذہن کو بہت خوب صورتی سے نصیحت اور مقصد کی طرف منتقل کرنا چاہیے۔اسی کا نام قلم کاری اور فنکاری ہے۔

ایک بڑی عجیب سی بات ہے کہ بچوں کے لیے نصابی یا درسی کتابیں ترتیب دینے والے اکثر وہ لوگ ہیں جن کی کمر پر ڈگریوں کا پلندہ تو ضرور لدا ہوا ہے لیکن نہ تو وہ بچوں کے ادب اور اس کی ضرورتوں سے واقف ہیں اور نہ انھوں نے بچوں کے لیے کبھی کوئی نظم یا کہانی لکھی ہے۔اس وجہ سے وہ ادب اطفال کے تحت تخلیق کی جانے والی تخلیقات کی فنی اور تکنیکی خامیوں سے واقف ہی نہیں ہوتے۔مثال کے طور پر ہم نے بچوں کی کئی کتابوں میں ایک کہانی 'مور اور کوا' پڑھی ہے۔اس میں ایک جملہ ہے: ''اس نے اپنے پنجوں اور چونچوں سے ٹھوکریں ماریں۔''

آپ ہی بتائیے، کیا چونچ سے ٹھوکریں ماری جاتی ہیں؟ یہ کام تو پیروں سے کیا جاتا ہے!

اس طرح کی تکنیکی، فنی اور زبان و بیان کی سیکڑوں غلطیاں نصابی کتابوں کی نظموں اور کہانیوں میں موجود ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ نصابی کتابوں میں بھی بچوں کی پسند اور ناپسند اور ان کے ذوق و

شوق کو نظر میں رکھا جائے۔ نصابی یا درسی کتابوں کی ترتیب میں 'پڑھے لکھے' اور ڈگری رکھنے والے لوگوں کے ساتھ قلم کاروں کو بھی 'نصاب کمیٹی' میں شامل کرنا چاہیے تاکہ وہ بچوں کی نفسیات کے مطابق لکھی گئی ہر نظم اور کہانی کی خوبیوں اور خامیوں کو پہچان سکیں۔ اس سے زیادہ غیر ذمہ داری کی بات کیا ہوگی کہ اردو کی نصاب کمیٹیوں میں اکثر ایسے لوگ بھی شامل ہوتے ہیں جو اردو ہی نہیں جانتے!

کچھ مدیران اپنے رسائل میں بچوں کے لیے شائع ہونے والی موضوعاتی نظموں اور خاص کر کہانیوں میں کاٹ چھانٹ کر۔ کے ان کو مختصر کر دیتے ہیں۔ یہ بڑی بدتہذیبی، نااہلی اور غیر اخلاقی حرکت ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نہ تو انھوں نے کبھی کوئی کہانی لکھی ہے اور نہ وہ اس فن سے واقف ہیں۔ مدیر ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ کو ادب کے سارے علوم وفنون پر دسترس حاصل ہوگئی۔ 'بچوں کے لیے ادب' کے تعلق سے یہ بھی ضروری ہے کہ رسائل میں بچوں کی تحریروں کو بھی اہتمام سے شائع کیا جائے تاکہ ان کے اندر حوصلہ اور ہمت پیدا ہو اور ان کی تخلیقی صلاحیتیں ابھر کر سامنے آئیں۔

بچوں کے لیے نثری و شعری تخلیقات پیش کرنے سے پہلے قلم کار

کو یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ وہ کس کے لیے لکھ رہا ہے؟ لہٰذا بچوں کے لیے جو زبان استعمال کی جائے، وہ نہایت سادہ اور آسان ہو۔ مولوی محمد اسماعیل میرٹھی، شفیع الدین نیر، علامہ اقبال، نظیر اکبر آبادی، سراج انور، مظہرالحق علوی، ڈاکٹر ذاکر حسین، الطاف حسین حالی وغیرہ کی تخلیقات آج تک اسی وجہ سے زندہ ہیں کہ ان کی زبان، بچوں کی زبان ہے اور موضوعات وہ ہیں جن سے بچہ خوش ہوتا ہے!

نصرت شمسی کی پیش نظر کتاب 'بچوں کے شاعر اسماعیل میرٹھی' کی زبان بھی نہایت سادہ اور آسان ہے۔ اس کتاب کے لیے مولوی محمد اسماعیل میرٹھی کی وہ خوب صورت نظمیں منتخب کی گئی ہیں جو عام فہم، بہت زیادہ مقبول، آسان اور بچوں کی دل چسپی کی ہیں۔ آپ کی معلومات کے لیے ہم یہ بھی بتا دیں کہ اسماعیل میرٹھی کی، بچوں کے لیے ان پانچوں کتابوں میں تخلیقات کی تعداد اس طرح ہے۔ مضامین ۱۷۳، کہانیاں ۲۷، خط اور عرضی ۳، حمد ۲، غزلیں ۶، نظمیں ۲۷ اور قطعہ ایک۔

اس کتاب میں اسماعیل میرٹھی کی، ان پانچوں کتابوں کی ۲۷ نظموں میں سے صرف ۱۵ نظمیں ہی پیش کی گئی ہیں۔ ایک خاص بات یہ کہ ویسے تو یہ نظمیں خود ہی بہت آسان ہیں پھر بھی ان میں اگر کچھ مشکل

الفاظ آ گئے ہیں تو ان کے معنی اور مطلب کو نصرت شمسی نے نظموں کے ساتھ ہی 'لغت اطفال' عنوان کے تحت پیش کر دیا ہے۔ امید ہے نصرت شمسی کی یہ کتاب سبھی لوگوں کو پسند آئے گی۔

اردو میں بچوں کے لیے درسی اور نصابی کتابیں شائع کرنے والے طباعتی اور اشاعتی اداروں، نصابی کمیٹیوں اور خاص کر، کتابوں کے مرتبین کو ہمارا مشورہ ہے کہ وہ اس کتاب کو درجہ آٹھ تک کے نصاب میں شامل کریں تا کہ بچے مولانا محمد اسماعیل میرٹھی کی ان خوب صورت نظموں اور ان کی تشریح کو صحیح تناظر میں پڑھیں اور نصرت شمسی کی تحریر سے لطف اندوز اور محظوظ ہوں۔

غوث منزل، تالاب ملا ارم

رام پور 244901 (یو. پی)

موبائل: 09719316703

# پیارے نونہالو!

نصرت شمسی

اس بار ہم آپ کے لیے وہ نظمیں لے کر آئے ہیں جو زمانے کی تیز رفتاری کے سبب اپنی پہچان کھو چکی ہیں ۔آج اس ماڈرن زمانے میں آپ سب کی زبانوں پر johny johny yes papa اور baba baba black sheep جیسی نظمیں ہیں مگر وہ نظمیں نہیں، جو آپ کی شخصیت کو بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں ۔وہ نظمیں جن میں سائنس کے ساتھ ساتھ مذہبی معلومات، روز مرہ کے استعمال کی زبان اور ساتھ ہی آپ کی دلچسپی کی بہت سی چیزیں ہیں اور جن کی زبان بھی بہت خوبصورت ہے۔ یہ نظمیں آپ سے وہ تعلق جوڑ لیں گی جو تمام عمر آپ کے ساتھ تو رہے گا ہی، ساتھ ہی آپ کی زندگی کے لیے مشعل راہ بھی ثابت ہوگا۔

میری دعا ہے کہ ہر بچہ بہت سا علم حاصل کرے اور ایک اچھا انسان بنے۔ اس کے اندر بہت سی ہمت، بہادری اور حوصلہ بھی پیدا ہو۔

انجمن اسٹریٹ، رام پور

# بچوں کے شاعر اسماعیل میرٹھی

پیارے بچو!

اس کتاب کے ذریعہ ہم آپ کو بہت سی ایسی نظمیں سنائیں گے جو آپ نے کبھی نہیں پڑھی ہوں گی۔ آپ کو یاد ہوگا اس سے پہلے ہم نے آپ کو علامہ اقبال کی کچھ نظمیں 'تحفہ اقبال برائے اطفال' کے نام سے ایک کتاب کے ذریعہ آپ تک پہنچائی تھیں اور خدا کا بے حد شکر و احسان ہے کہ وہ کتاب بہت کامیاب بھی رہی۔ اس کا اسلوب نہ صرف بچوں کو بلکہ بڑوں کو بھی بہت پسند آیا۔ اس کتاب کی کامیابی نے ہمیں مزید حوصلہ دیا اور ہم نے سوچا کہ اب مولوی اسماعیل میرٹھی کی نظمیں آپ سب کے سامنے پیش کرنی چاہئیں۔

مولوی اسماعیل .....! کون تھے یہ؟ سب بچے حیران ہو رہے

ہیں۔ حیران نہ ہوں۔ رفتہ رفتہ سب ان کے بارے میں جان جائیں گے اور ان کی نظمیں آپ کو یوں بآسانی یاد ہو جائیں گی کہ پھر آپ سب انھیں تا عمر نہیں بھول پائیں گے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ہمیں یہ سب نظمیں یاد ہیں۔

ہاں! چلیے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ اسماعیل میرٹھی تھے کون؟ میرٹھ (یو۔ پی) کا ایک تاریخی اور بہت بڑا شہر ہے جس کی بہت سی خوبیاں ہیں۔ جیسے آزادی کی لڑائی کی شروعات میرٹھ سے ہوئی۔ ایک اور خصوصیت اس شہر کی یہ ہے کہ میرٹھ شہر میں ایک نالا بہتا ہے جو پورے شہر کو جوڑتا ہے۔ اسے 'ابو کا نالا' کہتے ہیں۔ سنا ہے کسی زمانے میں اس میں صاف پانی بہتا تھا۔ شہر کے ہر حصہ کو یہ نالا جوڑتا ہے۔ میرٹھ کا آڑو اور قینچی بھی بہت مشہور ہے۔ اسی طرح میرٹھ شہر میں ہر سال اپریل کے مہینے میں ایک میلہ لگتا ہے۔ جسے 'چنڈی دیوی' کا میلہ کہا جاتا ہے۔ یہ میلہ نوچندی کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں ملک بھر کے تاجر اپنا اپنا مال لے کر آتے ہیں اور دکانیں لگاتے ہیں۔ بچے سے لے کر بوڑھوں

تک کے لیے یہ ایک تفریح گاہ بن جاتا ہے مگر اب بدلتے وقت کے ساتھ رفتہ رفتہ اس میلے میں وہ حسن باقی نہ رہا۔اسی طرح میرٹھ میں ایک تاریخی لال اینٹوں سے بنی ایک عمارت شہر کے بیچ میں بنی کھڑی ہے۔جسے گھنٹہ گھر کہا جاتا ہے۔جو دیکھنے میں بہت خوبصورت اور بلند ہے۔اس کے تین بڑے بڑے گیٹ ہیں۔اس گھنٹہ گھر میں چاروں سمتوں میں گھنٹے لگے ہیں جو شہر بھر کو وقت گزرنے کا احساس دلاتے رہتے ہیں۔اس عمارت کے سب سے اوپر ایک مور لگا ہوا ہے جو اب لوہے کا ہے، مگر ہمارا ملک جب سونے کی چڑیا کہا جاتا تھا تب یہ مور بھی سونے کا تھا۔

لگتا ہے سب بچوں کے دل میں تجسس پیدا ہونے لگا کہ میرٹھ شہر کیسا ہوگا؟جی ہاں!اس شہر کے ایک محلہ مشائخان میں 12 نومبر 1844 کو ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام اسماعیل رکھا گیا۔اب یہ محلّہ اسماعیل نگر کے نام سے جانا جاتا ہے۔آج ہم انھیں اسماعیل میرٹھی کی کچھ نظموں کو بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھیں گے۔مجھے یقین ہے ان نظموں کو پڑھ کر آپ سب کو بہت مزہ آئے گا۔ہم ان تمام نظموں کے مشکل الفاظ لغت

اطفال' کے ذریعہ سمجھ لیں گے اور پھر ہم ان کی کہانیاں آپ کو سنائیں گے۔ ہمیں لگ رہا کہ بچوں کو ابھی سے بہت مزہ آنے لگا ہے۔

آیئے سب سے پہلے جو نظم ہم پڑھنے والے ہیں کچھ اس کی بات کرلیں۔ بچو! آپ سب کو پتہ ہے کہ اس کائنات کو چلانے والی طاقت کو خدا کہتے ہیں۔ جس کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں۔ جو سب سے زیادہ طاقت ور ہے۔ اسی نے ہمیں اور آپ سب کو پیدا کیا اور اس دنیا اور کائنات کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی شے بھی اسی نے بنائی ہے اور ہر چیز اسی کا حکم مانتی ہے اور ہم سب کو بھی ہمیشہ اسی کی حمد و ثنا کرنی چاہیے۔ تو چلیے سب سے پہلے ہم 'خدا کی تعریف' نام کی نظم پڑھیں گے۔

## خدا کی تعریف

۱۔ تعریف اس خدا کی جس نے جہاں بنایا
کیسی زمیں بنائی کیا آسماں بنایا

۲- پیروں تلے بچھایا کیا خوب فرشِ خاکی
اور سر پہ لاجوردی ایک سائباں بنایا

۳- مٹی سے بیل بوٹے کیا خوشنما اگائے
پہنا کے سبز خلعت ان کو جواں بنایا

۴- خوش رنگ اور خوشبو گل پھول ہیں کھلائے
اس خاک کے کھنڈر کو کیا گلستاں بنایا

۵- میوے لگائے کیا کیا خوش ذائقہ رسیلے
چکھنے سے جن کے ہم کو شیریں دہاں بنایا

۶- سورج سے ہم نے پائی گرمی بھی روشنی بھی
کیا خوب چشمہ تو نے اے مہرباں بنایا

۷- سورج بنا کے تو نے رونق جہاں کو بخشی
رہنے کو یہ ہمارے اچھا جہاں بنایا

۸- پیاسی زمیں کے منہ میں مینھ کا چوایا پانی
اور بادلوں کو تو نے مینھ کا نشاں بنایا

۹- یہ پیاری پیاری چڑیاں پھرتی ہیں جو چہکتی
قدرت نے تیری ان کو تسبیح خواں بنایا

۱۰- تنکے اٹھا اٹھا کے لائیں کہاں کہاں سے
کس خوبصورتی سے اپنا پھر آشیاں بنایا

۱۱- اونچی اڑیں ہوا میں بچوں کو پر نہ بھولیں
ان بے پروں کا ان کو روزی رساں بنایا

۱۲- کیا دودھ دینے والی گائے بنائی تو نے
چڑھنے کو میرے گھوڑا کیا خوش عناں بنایا

۱۳- رحمت سے تیری کیا کیا ہیں نعمتیں میسر
ان نعمتوں کا مجھ کو کیا قدرداں بنایا

۱۴- آبِ رواں کے اندر مچھلی بنائی تو نے
مچھلی کے تیرنے کو آبِ رواں بنایا

۱۵- ہر چیز سے ہے تیری کاری گری ٹپکتی
یہ کار خانہ تو نے کب رائگاں بنایا

دیکھا بچو! کتنی اچھی نظم ہے۔ پڑھنے میں کتنا مزہ آیا۔ اللہ نے جو چیزیں بنائی ہیں ان میں سے کچھ کا ذکر اس نظم میں ہے۔ ہمیں پتہ ہے آپ سب کو نظم تھوڑی سمجھ میں آگئی ہے کیونکہ آپ سب اس سے پہلے 'تحفۂ اقبال برائے اطفال' پڑھ چکے ہیں۔ اس کتاب نے آپ سب میں اتنی سمجھ پیدا کر دی ہے کہ اب آپ سب کو اچھی طرح اردو پڑھنا آگئی ہے مگر پھر بھی ہمارے بہت سے نئے ننھے منے پڑھنے والے بچے بھی ہیں جو بہت ہی پیارے اور معصوم ہیں۔ ہم ان کی آسانی کے لیے اس نظم کے مشکل الفاظ بتاتے ہوئے چلتے ہیں اور پھر اس کی کہانی سنائیں گے۔

## لغت اطفال

| الفاظ | معنی | الفاظ | معنی |
|---|---|---|---|
| خاکی | : مٹی | سبز | : ہرا |
| تسبیح خواں | : اللہ کا ذکر کرنے والا | لاجوردی | : نیلے رنگ والا |
| خلعت | : کپڑے | آشیاں | : گھونسلہ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| بیل بوٹے | : پھول پتے | خوش ذائقہ | : مزے دار |
| روزی رساں | : رزق پہنچانے والا | شیریں دہاں | : منھ |
| آبِ رواں | : بہتا ہوا پانی | خوشنما | : اچھا لگنے والا |
| چشمہ | : جھرنا | رائیگاں | : بیکار |
| رونق | : خوبصورتی | مینھ | : بارش |

آیئے ! اب ہم سب اس نظم کو کہانی کے انداز میں سنتے ہیں۔

اسماعیل میرٹھی کہہ رہے ہیں کہ تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے یہ ساری دنیا بنائی۔ کتنی خوبصورت زمین اور یہ آسمان بنایا۔ صرف یہی نہیں ہمارے پیروں کے نیچے مٹی کا فرش بنایا اور سر پر چھت کا انتظام یوں کیا کہ حسین نیلے رنگ کے آسمان کا سایہ ہم سب پر کر دیا۔ مٹی میں بہت خوبصورت رنگ برنگے پھول پتے اگائے اور ان کو ہرے رنگ کے کپڑے بھی پہنا دیے۔ دنیا میں قسم قسم کے پھول کھلا کر اس زمین کو اور بھی خوبصورت اور پیارا بنا دیا اور پھر ہمارے لیے طرح طرح کے میوے یعنی سوکھے پھل ( کاجو، بادام، اخروٹ ) اور رس دار

پھل (آم، انگور، سنترہ، رس بھری، لیچی وغیرہ) بنائے اور صرف اتنا ہی نہیں کیا بلکہ ان تمام چیزوں کا مزہ اٹھانے کے لیے ہمیں صحت مند منہ بھی دیا۔ جس سے ہم ان تمام چیزوں کو کھا سکیں۔ خدا کی نعمتوں کا کیا کہنا۔ اس نے ہم سب کے لیے سورج بنایا جو ہمیں ٹھنڈ سے بھی بچاتا ہے اور پوری دنیا کے لیے بہترین روشنی کا ذریعہ بھی ہے اور ٹھنڈے ٹھنڈے پانی کے چشمے بنائے۔ سورج سے پوری دنیا ہر روز چمک اٹھتی ہے اور دن نکل آتا ہے۔ یہ پوری دنیا ایک حسین گھر کی طرح ہے جس میں ہم سب رہتے ہیں۔ صرف اتنا ہی کرم نہیں کیا بلکہ اس کے کرم کے کیا کہنے کہ جب زمین کو پیاس لگتی ہے تو بارش کے پانی سے اس کی پیاس بجھانے کا بھی بہترین انتظام کیا اور یہ پانی بادلوں کے ذریعہ زمین تک آتا ہے۔ یہ جو پیاری پیاری چڑیاں ہیں جو آپ سب کو بہت اچھی لگتی ہیں انھیں یہ ہنر سکھایا کہ وہ تنکا تنکا جمع کر کے اپنے لیے بہت خوبصورت گھر بناتی ہیں اور اپنے بچوں کے ساتھ اس میں رہتی ہیں۔ یہ چڑیاں آسمان میں بہت اونچا اڑتی ہیں لیکن زمین پر گھونسلوں میں رہنے والے اپنے ننھے ننھے

بچوں کو نہیں بھولتیں، بلکہ ان کے لیے اپنی چونچ میں دانہ لاتی ہیں اور انھیں کھلاتی ہیں۔

آگے نظم میں گائے کا ذکر ہے۔ وہی گائے جس پر آپ سب اسکول میں مضمون لکھتے ہیں۔ گائے تو سب نے دیکھی ہے نا! جسے آپ سب cow کے نام سے جانتے ہیں۔ جو ہمیں دودھ دیتی ہے اور اس کے دودھ سے.....

ارے نہیں نہیں ہم نہیں بتائیں گے۔ یہ راز کی بات ہے کیونکہ گائے کی ایک پوری نظم ہم آپ کو آگے سنانے والے ہیں۔

ہاں تو بچو! اللہ نے گائے بنائی جو ہمیں میٹھا دودھ دیتی ہے اور ایک جانور گھوڑا بھی بنایا۔ ہاں وہی گھوڑا جس پر بچے بیٹھ کر 'لکڑی کی کاٹھی' والی نظم پڑھتے ہیں۔ اسی گھوڑے پر بڑے لوگ بیٹھ کر سواری بھی کرتے ہیں۔ اے خدا! تیری رحمتوں کا شکر میں کیسے ادا کر سکتا ہوں۔ پھر نظم میں مچھلی کا ذکر ہے۔ وہی مچھلی (جل کی رانی والی مچھلی) جو پانی میں رہتی ہے۔ اللہ کی قدرت نے اسے پانی میں رہنے کا ہنر سکھایا۔ دریا کے بہتے ہوئے پانی میں مچھلی تیرتی رہتی ہے۔ اے خدا! تیری ہنرمندی،

کاری گری بے مثال ہے۔اس دنیا کی کوئی بھی بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی چیز بیکار نہیں ہے۔

کتنا مزہ آیا۔ارے واہ! سب کے چہروں پر لطف اندوز ہونے کے آثار ہیں۔کسی کے تصور میں گھوڑا ہے تو کسی کے تصور میں مچھلی اور کسی کے تصور میں پھل پھول وغیرہ۔مگر بچو! یہ بات بھی سمجھ لو کہ اس کہانی کا مقصد کیا ہے؟ یہی کہ دنیا کی ہر چیز اللہ نے بنائی ہے۔یہ تمام نعمتیں اسی نے ہمیں دی ہیں اور ہم سب کو اسی کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

چلو! اب سب بچے پھر تیار ہو جاؤ۔ارے ارے ..... کہیں جانا نہیں ہے بلکہ اگلی نظم پڑھنی ہے۔جس کا نام ہے 'اسلم کی بلی' بلی یعنی cat جس کی تصویر آپ سب کی کتابوں میں ہوتی ہے۔بلی ایک بہت پیارا جانور ہے اور لوگ اسے گھروں میں پالتے ہیں۔بچے بھی اسے بہت پسند کرتے ہیں۔ارے ہاں! آپ کو ایک اور بات بتائیں آپ ﷺ کو بھی بلی پسند تھی اور ایک صحابی تھے جنھیں بلی بہت پسند تھی آپ ﷺ نے ان کا نام ابو ہریرہؓ رکھ دیا تھا۔جس کا مطلب ہے بلی

کے ابو، ہریرہ عربی میں بلی کے بچے کو کہتے ہیں۔ بلی آپ میں سے یقیناً کسی نہ کسی نے ضرور پالی ہوگی۔ اس کی حرکتیں بھی دیکھی ہوں گی۔ کتنی پیاری حرکتیں کرتی ہے اور جب اپنی میٹھی میٹھی زبان سے میاؤں میاؤں کرتی ہے تو اس پر بڑا پیار آتا ہے۔ دودھ، ملائی بڑے شوق سے کھاتی ہے۔ گوشت کی دشمن ہے اور انسانوں سے بہت جلد مانوس ہو جاتی ہے۔

اسماعیل میرٹھی کی یہ نظم جس کا نام 'اسلم کی بلی' ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلم نام کے کسی بچے نے بلی پالی ہوگی جسے دیکھ کر مولوی صاحب نے یہ نظم لکھی ہے۔ نظم بہت ہی آسان زبان میں ہے۔ مشکل الفاظ بھی نہیں ہیں۔ پڑھتے پڑھتے سب کی سمجھ میں خود ہی آجائے گی اور سب بچوں کا دل مچل اٹھے گا کہ وہ بھی بلی پالیں۔

ہاں! آپ سب بھی بلی پال سکتے ہیں کیونکہ یہ پالتو جانور ہے اور ہر چیز اللہ نے ہی پیدا کی ہے۔ ہمیں خیال رکھنا چاہیے کہ ہم صرف انسانوں سے ہی پیار نہ کریں بلکہ جانور بھی ہمارے پیار اور توجہ کے مستحق ہیں۔ ہم

سب کو ان کا خیال رکھنا چاہیے اور کبھی کبھی ان کے کھانے پینے کا بھی انتظام کر دینا چاہیے۔ تو چلو بچو! اب جھوم جھوم کر بلی والی نظم پڑھتے ہیں۔

# اسلم کی بلی

۱۔ چھوٹی سی بلی کو میں کرتا ہوں پیار
صاف ہے ستھری ہے بڑی ہے کھلاڑ

۲۔ گود میں لیتا ہوں تو کیا گرم ہے
گالے کی مانند رواں نرم ہے

۳۔ میں نہ چھیڑوں تو نہ جھلائے وہ
میں نہ ستاؤں تو نہ غرائے وہ

۴۔ کھینچ کے دم اب نہ ستاؤں گا میں
گھر میں سے باہر نہ بھگاؤں گا میں

۵۔ اب نہ ڈرے گی وہ میری مار سے
کھیلیں گے ہم دونوں بہت پیار سے

۶۔ صحن میں گھر میں کبھی میدان میں
کھیلیں گے چپ چاپ ہر ایک آن میں

۷۔ گیند اسے دوں گا میں آن کر
کھیلے گی وہ اس کو چوہا جان کر

۸۔ تاک لگائے گی دبوچے گی وہ
مار جھپٹا کبھی نوچے گی وہ

۹۔ ہم نے بڑے پیار سے پالا اسے
کہتے ہیں سب چوہوں کی خالہ اسے

## لغت اطفال

| الفاظ | : | معنی | الفاظ | : | معنی |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- |
| گالے | : | روئی/کاٹن | صحن | : | آنگن |

بچو! نظم اچھی لگی نا؟ لگتا ہے سب کا دل بلی کے لیے مچل اٹھا۔ جی ہاں! بلی ہوتی ہی اتنی پیاری ہے۔ اللہ نے قسم قسم کے جانور

بنائے ہیں۔جن میں سے کچھ انسان کو اور کچھ کو انسان بہت اچھے لگتے ہیں اور کتا، گھوڑا، بلی،، گائے، مرغی، بطخ، یہ تو سب گھریلو جانور ہیں۔ جن کو اللہ نے یہ صفت دی ہے کہ وہ بہت جلد انسانوں اور خصوصاً بچوں سے بہت جلد مانوس ہو جاتے ہیں پھر آپ ان کی اور وہ آپ کی بولی خوب سمجھنے لگتے ہیں اور بلی تو بہت جلد ہل مل جاتی ہے۔ 'میاؤں میاؤں' کر کے آگے پیچھے گھومتی رہتی ہے۔

ارے ارے..... سب بچے کہانی سننے کو بیتاب ہیں۔ہاں تو جناب! ایک بچہ جس کا نام اسلم تھا۔ اس نے ایک بلی پالی۔جس کو وہ بہت پیار کرتا تھا۔بلی بڑا صاف ستھرا اور ہر وقت کھیل کود کرنے والا جانور ہے۔اسلم جب اسے گود میں لیتا تو وہ اسے بہت نرم گرم لگا کرتی۔ بالکل اون یا روئی کی طرح، اس کی کھال بہت نرم اور ملائم ہوتی ہے۔بلی کو اگر وہ چھیڑتا تو وہ غراتی، غصہ کرتی اور ناراض ہو جاتی۔وہ اس کے ساتھ خوب کھیلتا۔اس کی دم کھینچ کر کبھی اسے گھر کے اندر اور کبھی گھر کے باہر بھگا کر اور کبھی آنگن میں کبھی میدان میں، دونوں چپ چاپ ایک

دوسرے کے ساتھ کھیلتے رہتے تھے۔ بلی کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ وہ ہر ہلتی ہوئی چیز کو چوہا سمجھ کر نشانہ لگاتی ہے۔ اسلم بھی اپنی بلی کے ساتھ گیند سے کھیلتا۔ بلی اسے کبھی منھ میں دباتی کبھی نوچتی اور خوب مست رہتی۔ اسلم نے اسے بڑے پیار سے پال رکھا تھا اور بلی کے لیے ایک بہت مشہور کہاوت یہ بھی ہے کہ وہ 'شیر کی خالہ' کہلاتی ہے۔

چلو سب مل کر تالی بجاؤ۔ اچھا سب سوچ رہے ہیں کہ اب وہ بھی بلی پالیں گے ..... ہاں ہاں! ضرور پالنا اور اس رنگ کی پالنا، جو رنگ آپ کو پسند ہو۔ کیونکہ بلی کئی رنگ کی ہوتی ہے جیسے کالی، سفید، سرمئی، کتھئی اور کچھ بلیاں دو رنگ کی بھی ہوتی ہیں۔

نظم بہت آسان تھی اور اچھی بات یہ ہے کہ نظم میں کوئی بھی لفظ مولانا نے ایسا استعمال نہیں کیا جو مشکل ہو۔ جانتے ہیں کیوں؟ کیونکہ یہ سب نظمیں چھوٹے اور بڑے بچوں کے لیے لکھی گئی ہیں اور مولانا چاہتے تھے کہ نظمیں ایسی ہوں جن کو پڑھ کر بچے کوئی مشکل محسوس نہ کریں۔

دیکھا بچو! نظمیں اور ان کے انداز کتنے دلچسپ ہیں کہ جنھیں

پڑھنے اور یاد کرنے میں بہت مزہ آتا ہے۔

مولوی اسماعیل میرٹھی اپنی پوری زندگی لوگوں کے لیے کچھ نہ کچھ کرتے رہے۔ وہ چاہتے تھے کہ ہندوستان کے بچے، بوڑھے، عورت، مرد سب باشعور شہری بنیں اور کسی بھی ملک کو تعلیم یافتہ بنانے میں اس ملک کے بچوں اور عورتوں کو تعلیم یافتہ اور سمجھدار بنانا بہت ضروری ہے۔ اس لیے انھوں نے لڑکیوں کے لیے میرٹھ میں دو کالج کھولے جو آج 'اسماعیل گرلز انٹر کالج' اور 'اسماعیل گرلز ڈگری کالج' بن چکے ہیں اور انھوں نے صرف یہ کالج ہی نہیں کھولے بلکہ بچوں کے لیے اردو کی خاص کتابیں بھی ترتیب دیں۔ یہ کتابیں اردو کی پہلی کتاب، دوسری کتاب، تیسری کتاب، چوتھی کتاب اور پانچویں کتاب ہیں۔ یہ کتابیں آج تک بچوں کو اردو سکھانے میں معاون ثابت ہو رہی ہیں۔ جن میں بہت اچھی اچھی سبق آموز کہانیاں، باتیں اور بہت سی چیزیں ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ہماری اس پیاری سی کوشش سے آپ سب کو دلچسپی پیدا ہوگی اور آپ سب ان کتابوں کو پڑھنے کی کوشش کریں

گے اور کوشش اگر بچے کر لیں تو سب مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں۔

تو وعدہ رہا کہ سب بچے ان کتابوں کے ذریعہ اردو سیکھنے کی کوشش کریں گے۔ آپ سب کو ایک راز کی بات بتائیں۔ ہاں! اب تو آپ سب ہمارے دوست ہیں۔ بہت پیارے ننھے منے دوست .....! بات یہ ہے کہ جب میں چھوٹی تھی تو میری امی نے مجھے یہ ساری نظمیں یاد کرائی تھیں اور وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ باآوازِ بلند یہ نظمیں پڑھا کرتی تھیں۔ کھیل کھیل میں ہم سب نے یہ نظمیں یاد کر لیں کیونکہ یہ سب بہت آسان اور پر لطف انداز میں لکھی گئی ہیں۔ اس طرح ہمیں بچپن میں ہی بہت اچھی اردو پڑھنا آ گئی تھی مگر آج ذرا ماحول مختلف ہو گیا ہے۔ اب سب انگلش بولنے، پڑھنے میں ہی فخر محسوس کرتے ہیں جبکہ ہم سب کی مادری زبان اردو ہے لیکن اب سبھی بچے انگلش میڈیم اسکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے اور یوں بچے اردو زبان سے دور ہوتے جا رہے ہیں مگر ہم سب کو سوچنا چاہیے کہ اس طرح تو ہم سب کا بڑا نقصان ہو رہا ہے اور یہ بہت زیادہ غور و فکر کی بات ہے۔

تو چلیے ! اب آگے بڑھیں۔ یہ سب باتیں تو سب بچے اچھی طرح سمجھ گئے نا! جی سب کی آواز آ گئی اور ساتھ ہی ساتھ بچوں کی بے چینی بھی بڑھتی جا رہی ہے کہ اب آگے اسماعیل میرٹھی کی جادوئی نظمی پٹارے میں سے کون سی پیاری سی چمکتی ہوئی نظم باہر آ رہی ہے۔ اب ہم سنائیں گے ایک کتے کی کہانی! جی جناب D for dog والا کتا۔ جو، ہر بچے کے گھر کے باہر رہتا ہے۔ سڑکوں، گلیوں میں دن میں سوتا ہوا نظر آتا ہے اور رات کو پہرہ دیتا ہے۔ جی وہی کتا۔ تو ایک بار یہ ہوا کہ.....

## کتا اور اس کی پرچھائیں

۱- منھ میں ٹکڑا لیے ہوئے کتا
ایک دریا کو تیر کر اترا
۲- پانی آئینہ سا رہا تھا چمک
نظر آتی تھی تہہ کی مٹی تک

۳- اپنی پرچھائیں پر کیا جو غور
اس کو سمجھا کہ یہ ہے کتا اور

۴- منہ میں ٹکڑا دبا رہا ہے یہ
گہرے پانی میں جا رہا ہے یہ

۵- حرص نے ایسا بے قرار کیا
جھٹ سے غرا کے اس نے وار کیا

۶- جونہی ٹکڑے پہ اس نے منہ مارا
اپنا ٹکڑا بھی کھو دیا سارا

۷- واں نہ ٹکڑا تھا اور نہ کتا
وہم تھا وہم کے سوا کیا تھا

۸- یونہی جتنے ہیں لالچی ناداں
کرکے لالچ اٹھاتے ہیں نقصاں

۹- باندھتے ہیں کہاں کہاں کے خیال

ہیں وہ کھو بیٹھتے گرہ کا مال

## لغت اطفال

| الفاظ | : | معنی | الفاظ | : | معنی |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- |
| آئینہ | : | شیشہ | غرانا | : | غصہ کرنا |
| گرہ | : | گانٹھ | | | |

ارے واہ! اتنی آسان کہانی۔ مطلب تو سب کی سمجھ میں خود بخود آگیا اور ہمیں لگ رہا ہے کہ بچوں کو مزہ بھی خوب آرہا ہے۔ دیکھا کتنا بے وقوف نکلا! حالانکہ کتا ایک سمجھدار جانور ہے مگر پانی میں.....

چھوٹے بچے کہہ رہے ہیں کہ آگے سنایئے۔ تو چلو کہانی سناتے ہیں، تو ہوا یوں کہ ایک کتا اپنے منھ میں روٹی کا ٹکڑا لیے ندی کو پار کر رہا تھا۔ ندی کا پانی شیشے کی طرح صاف تھا۔ اتنا صاف کہ ندی کے اندر کی زمین تک پانی میں نظر آرہی تھی۔ کتے کی نظر جیسے ہی اپنی پرچھائیں پر پڑی وہ نادان سمجھا کہ کوئی دوسرا کتا پانی میں ہے اور اس کے منھ میں بھی

روٹی کا ٹکڑا ہے۔ بس پھر کیا تھا اچانک اس نے دل میں سوچا کہ اگر وہ، یہ روٹی کا ٹکڑا بھی اس کتے سے حاصل کرلے تو اس کے پاس روٹی کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اس نے جھٹ پٹ آگے بڑھ کر اپنی پرچھائیں پر حملہ کردیا اور جیسے ہی اپنا منہ اس پرچھائی والے کتے پر مارا تو ہا ہا ہا.....! وہی ہوا جو لالچی لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کے منہ سے اس کی روٹی کا ٹکڑا بھی پانی میں گر گیا۔ کیونکہ کتا تو وہاں کوئی دوسرا تھا ہی نہیں۔ بس بے چارا لالچ کرنے کی سزا بھگت بیٹھا۔

آخر میں اسماعیل صاحب کہتے ہیں کہ بچو! کبھی لالچ مت کرنا کیونکہ ایسا کرنے سے ہم اپنے پاس والا سامان بھی کھو بیٹھتے ہیں اور خالی ہاتھ رہ جاتے ہیں۔

دیکھا بچو! کتنا لالچی کتا تھا۔ نادان، بے وقوف، کہانی لکھنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ ایسی باتوں سے ہمیں یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ کبھی لالچ نہیں کرنا ہے۔ ہاں تو سب بچے اس سبق کو ہمیشہ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ وعدہ..... پکا وعدہ!

بچو! آپ نے ایک بات محسوس کی کہ جیسے جیسے ہم آگے بڑھتے جا رہے ہیں ہماری اردو اچھی ہوتی جا رہی ہے اور ساتھ ہی ساتھ معلومات میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور آپ سب بہت اچھے بچے بنتے جا رہے ہیں۔ اچھے بچے ہی تو اپنے ملک کا، شہر کا، والدین کا نام روشن کرتے ہیں اور اللہ کے یہاں بھی انھیں بہت سے انعامات ملتے ہیں۔ اسکول میں بھی انھیں بہت سراہا جاتا ہے اور پھر ایک دن ان کا نام بھی مولوی اسماعیل میرٹھی کی طرح کتابوں میں چھپ جاتا ہے۔

چلو بھائی! سب جلدی جلدی کام ختم کرو۔ اب ہمیں ایک اور جانور سے ملاقات کرنے جانا ہے۔ ہاں! ہاں.....! ایک اور جانور۔ پتہ ہے بچو! جب بچوں کے لیے کہانیاں یا نظمیں لکھی جاتی ہیں تو ان میں جانوروں، تاروں، ندیوں، تتلیوں، جگنوؤں، چڑیوں کا ذکر کیوں ہوتا ہے؟ بتاؤ کیوں.....؟

کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔ چلو ہم بتاتے ہیں۔ وہ اس لیے بچوں کہ آپ سب ننھے منھے بچوں کو یہ چیزیں بہت اچھی لگتی ہیں اور بچے اپنی دنیا انھیں کے ساتھ جوڑ کر جینا سیکھتے ہیں۔ انھیں کے خوشی اور غم سے

اپنے دکھ سکھ پہچانتے ہیں اور دنیا میں اچھا بچہ بن کر رہنے کا فن سیکھتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں صرف بچوں کو ہی اچھی نہیں لگتیں بلکہ بڑوں کو بھی اچھی لگتی ہیں اور انھیں بھی بچوں کی نظمیں بہت اچھا لگتی ہیں۔ اس طرح انھیں اپنا بچپن دوبارہ یاد آجاتا ہے اور وہ سب بڑے پھر ایک بار ننھے بچے بن جاتے ہیں۔

کیوں.....صحیح کہا نا میں نے؟ جی.....جی! سب کی آواز آرہی ہے۔ سب کی آنکھوں میں سنی ہوئی نظمیں اپنی تصویریں بنارہی ہیں اور وہ اس دنیا میں کھوتے جارہے ہیں۔ چلو! اب ہم اگلی نظم کی طرف بڑھتے ہیں۔ یہ نظم بھی پچھلی نظم کی طرح ہی ہے۔ نام بھی کچھ کچھ ملتا جلتا ہے۔ آیئے پڑھیں اس نظم کو جس کا نام ہے.....

## ایک گھوڑا اور ایک سایہ

۱- ایک گھوڑا تھا نہایت عیب دار
اپنے سایہ سے بدکتا بار بار

۲- اس نے مالک سے خفا ہوکر کہا
سن تو احمق جس سے تو ہے ڈر رہا

۳- جسم کا تیرے ہی تو سایہ ہے وہ
نے درندہ ہے نہ چوپایہ ہے وہ

۴- جسم رکھتا ہے نہ اس کی جان ہے
تو بڑا ڈرپوک اور نادان ہے

۵- یوں دیا گھوڑے نے مالک کو جواب
سچ کہا یہ آپ نے لیکن جناب!

۶- آدمی سے بڑھ کے میں وہمی نہیں
ان ہوئی باتوں کا جس کو ہے یقیں

۷- بھوت کا قصہ کہانی کے سوا
کچھ نشاں گھر میں نہ جنگل میں پتا

۸- بھوت سے ڈرنا بھی کوئی بات ہے
کیا ہی وہمی آدمی کی ذات ہے

۹۔ سایہ تو آنکھوں سے آتا ہے نظر
کیا عجب ہے جو ہوا مجھ پر اثر

۱۰۔ اپنے دکھ کا کیجئے اول علاج
دوسروں کا پوچھئے پیچھے مزاج

پڑھ چکے سب بچے! اچھی بات یہ ہے کہ اس نظم میں بھی مشکل الفاظ نہیں ہیں۔ بس کہانی سننا اور اسماعیل میرٹھی نے یہ نظم کیوں لکھی اس بات کو سمجھنا ہے۔ ان آسان نظموں کو پڑھ کر یہ تو سب کی سمجھ میں آ ہی گیا ہوگا کہ اسماعیل میرٹھی انتہائی ذہین، بڑے ماہر نفسات تھے۔ انھیں اپنے ملک سے بے حد محبت تھی۔ اسی لیے انھوں نے ہندوستانی بچوں کی نفسات کو ذہن میں رکھ کر نظمیں اور کہانیاں لکھی ہیں۔

ارے آپ حیران ہو گئے کہ انھوں نے کہانیاں بھی لکھی ہیں؟ ہاں..... پیارے بچو! انھوں نے بہت چھوٹی چھوٹی کہانیاں بھی لکھی ہیں۔ جو ان نظموں کی طرح ہی سبق آموز اور دلچسپ ہیں۔ مگر ہم انھیں یہاں پیش نہیں کر سکتے۔ آپ سب ان کی کتابیں منگوا کر پڑھ سکتے ہیں۔

چلیے اب کہانی سننے کی باری ہے۔ کہانی ہے ایک گھوڑے (horse) کی ۔گھوڑا آپ سب نے دیکھا ہی ہے۔ نظم والے گھوڑے میں یہ خرابی تھی کہ وہ بار بار ڈر جاتا تھا۔ ایک دن اس کے مالک نے اس سے غصے میں کہا.....

''اے گھوڑے.....! یہ تم کیا کرتے ہو؟ یوں بار بار جس چیز سے ڈر رہا ہے پتہ بھی ہے وہ کیا ہے؟ وہ تیرا سایہ ہی ہے۔ جی ہاں وہی سایہ جو روشنی میں زمین پر پڑتا ہے۔ مالک کہتا ہے وہ صرف تیرا سایہ ہے، نہ کوئی جانور ہے اور نہ کوئی ڈراؤنی چیز، تو کتنا بے وقوف ہے۔''

گھوڑے کو مالک کی یہ بات بہت بری لگی۔ جھٹ سے تن فن ہو کر بولا۔ اے مالک.....! تو نے شاید سچ کہا۔ لیکن میں تجھے ایک بات بتاؤں۔ تو مجھ سے بھی بڑا ڈرپوک ہے۔ تو یعنی انسان، انسان تو ان چیزوں سے ڈرتا ہے جن کی پرچھائیں بھی نظر نہیں آتی۔ (جی ہاں! آپ سب کا ذکر ہے) گھوڑا کہہ رہا ہے کہ بھوت تو نہ جنگل میں نظر آتا ہے نہ

گھر میں۔ پھر بھلا سوچو جو چیز نظر ہی نہیں آتی انسان اس کیوں ڈرتا ہے اور جبکہ میں اپنے سایہ سے ڈرتا ہوں۔ سایہ تو پھر بھی زمین پر نظر آتا ہے۔ تو بتاؤ وہمی کون ہوا؟ میں یا انسان؟ گھوڑا انسان کو شرمندہ کرر ہا ہے کہ اے نادان انسان! پہلے اپنے خوف، ڈر اور وہم کو تو بھگا پھر مجھے نصیحت کرنا۔

جی ہاں! ہم سب اس بے وقوفی کی بات پر ضرور ڈرتے ہیں۔ صرف بچے ہی نہیں بڑے بھی بھوت کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ بھوت کچھ نہیں ہوتا۔ اس لیے ان بے وقوفی کی باتوں کو چھوڑ کر حقیقت کو سمجھنا چاہیے۔

مولانا کا مطلب سمجھ میں آیا بچو! مولانا آپ سب کو بہادر بچہ بنانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ انسان کو اشرف المخلوق کہا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے زمین پر جتنی بھی چیزیں بنائی ہیں انسان ان سب میں سب سے زیادہ قیمتی ہے اور وہ قیمت اس کی سمجھ کی وجہ سے ہے۔ اللہ نے اسے بڑی عقل، سمجھ عطا کی ہے۔ اسے سب سے زیادہ

سمجھدار بنایا ہے تاکہ وہ ہر چیز کو اپنے قابو میں رکھ سکے۔

تو سب بچے بولیے کہ اب وہ کسی بھی چیز سے نہیں ڈریں گے۔ ویسے بھی مسلمان بچے بہت بہادر ہوتے ہیں۔ ہر چیز سے ڈرنے کے بجائے اسے سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کا ڈر خود بخود غائب ہو جائے گا۔

سارے بچوں کو بہت اچھا لگا۔لگتا ہے بات اچھی طرح سمجھ میں آ گئی اور سب نے دل ہی دل میں عہد کرلیا کہ وہ اب کسی چیز سے نہیں ڈریں گے۔تو اب سب بچوں کا کیا موڈ ہے؟ اب کس چیز سے ملاقات کرنا ہے۔بلی سے ہوگئی، کتے سے ہوگئی، گھوڑے سے ہوگئی۔اب.....؟ ابھی تو ہمارے پٹارے میں اور بھی بہت سے جانور ہیں۔ کچھ چھوٹے اور کچھ بڑے۔ بولیے اب ہم کیا لانے والے ہیں؟ ارے.....سب خاموش ہو گئے۔کیا سوچنے لگے؟

اچھا بھئی چلو ہم ہی بتاتے ہیں۔اب ہمارے پاس ہے ایک چھوٹی چیونٹی۔جی ہاں! چیونٹیاں تو سب ہی نے دیکھی ہوں گی۔اب تو ٹی۔وی پر ان تمام جانوروں کی پیاری پیار کارٹون والی فلمیں بھی آتی ہیں۔ان میں تو یہ جانور اور بھی پیارے لگتے ہیں۔

چیونٹی کتنی چھوٹی ہوتی ہے۔سب نے دیکھا ہے اگر اسے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھالوتو وہ مر جاتی ہے اگر اس کی آنکھ، ناک دیکھنا چاہو تو کچھ نظر نہیں آتا مگر اللہ نے اسے بھی سب کچھ دیا ہے۔یہی تو اللہ کی شان ہے وہ جیسا چاہے جب چاہے کوئی بھی چیز پیدا کر سکتا ہے ۔مار سکتا ہے۔ہم سب کو اس کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا اور مسلمان بھی۔ وہ تو ایک چیونٹی تھی ۔ارے ارے..... پہلے نظم تو پڑھ لیں۔وہ تو ہم بھول ہی گئے۔تو چلیے پڑھتے ہیں ایک نظم جس کا نام ہے 'چھوٹی چیونٹی'

## چھوٹی چیونٹی

۱- بڑی عاقلہ ہے بہت دوربیں ہے
کہ فکر اپنی روزی کی تیرے تئیں ہے
اسی دھن میں پہنچی کہیں سے کہیں ہے
کبھی اپنے دھندے سے غافل نہیں ہے
اری چھوٹی چیونٹی تجھے آفریں ہے

۲- نہیں کام سے شام تک تجھ کو فرصت
ذرا سی تو جاں اور اس پر یہ محنت
بہت جھیلتی ہے مشقت مصیبت
نہیں ہارتی پر کبھی اپنی ہمت
اری چھوٹی چیونٹی تجھے آفریں ہے

۳- کبھی کام تو نے ادھورا نہ چھوڑا
کبھی تو نے تکلیف سے منھ نہ موڑا
بہت کام تو نے کیا تھوڑا تھوڑا
ذخیرہ یہ جاڑے کی خاطر ہے جوڑا
اری چھوٹی چیونٹی تجھے آفریں ہے

۴- جو گرمی کی رت میں نہ کرتی کمائی
تو جاڑے کے موسم میں مرتی بن آئی
تجھے ہوشیاری یہ کس نے سکھائی
سمجھتی ہے اپنی بھلائی برائی

اری چھوٹی چیونٹی تجھے آفریں ہے

۵- نہ کھو وقت سستی میں مہلت ہے تھوڑی
وہی کام کر جس سے مالک ہو راضی
کہ جس نے تجھے زندگانی عطا کی
یہ عمدہ سبق ہم کو دیتی ہے چیونٹی
اری چھوٹی چیونٹی تجھے آفریں ہے

## لغت اطفال

| الفاظ | معنی | الفاظ | معنی |
|---|---|---|---|
| عاقلہ | عقل مند | دوربیں | دور کا دیکھنے والی |
| غافل | بے خبر | مشقت | سخت محنت کرنا |
| مصیبت | پریشانی | ذخیرہ | جمع کرنا |
| رت | موسم | مہلت | چھوٹ |
| مالک | خدا | عطا کرنا | دینا |

چلو بچو! نظم پڑھ لی۔ اس نظم میں کچھ مشکل الفاظ ہیں۔ ہم

نے ان کے معنی لکھ کر آپ کی تمام پریشانی حل کر دی۔ معنی پڑھ کر سب بچے کہانی سننے کے لیے جمع ہو جائیں۔ ارے بھئی پڑھ بھی لی؟ تو چلو سنتے ہیں ایک چیونٹی کی کہانی۔

بچو! چیونٹی بہت چھوٹی سی مخلوق ہے مگر اس میں ہمت بہت ہے۔ یہ اپنے وزن سے چار گنا زیادہ وزن اٹھا لیتی ہے اور دن بھر مسلسل محنت کرتی رہتی ہے۔ ایسی ہی محنت کش چیونٹی کے بارے میں مولوی اسماعیل بتا رہے ہیں کہ.....

اے ننھی سی جان رکھنے والی چیونٹی! تو کتنی سمجھ دار اور دور کا دیکھنے والی ہے۔ تجھے اپنی روزی کی فکر کرنی پڑتی ہے۔ یعنی اپنے پیٹ بھرنے کا انتظام تجھے خود کرنا پڑتا ہے اور اسی فکر میں تو چلتے چلتے کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔ تو کبھی بھی اپنے کام سے بے خبر نہیں ہوتی۔ کبھی اپنا کام نہیں چھوڑتی۔ اے ننھی چیونٹی تیری ہمت کو شاباش!

آگے کہتے ہیں کہ تجھے کام کرتے کرتے دن گزر جاتا ہے۔ تیری ننھی سی جان ہے اور محنت بہت زیادہ ہے اور تو اپنے کمزور

جسم سے زیادہ محنت کرتی اور مصیبت اٹھاتی ہے مگر کبھی ہمت نہیں کھوتی۔اے بہادر چیونٹی تجھے میرا سلام! تجھے شاباش!

بچو! چیونٹی ایک کام یہ کرتی ہے کہ وہ گرمی کے موسم میں جاڑوں کے لیے اپنے کھانے کا سارا انتظام کر لیتی ہے اور پھر جاڑوں بھر آرام سے گھر میں رہ کر کھاتی ہے۔جی ہاں! چیونٹی کے گھر بھی ہوتے ہیں اور بہت خوبصورت ہوتے ہیں۔بس اسی بات کا ذکر نظم میں ہے کہ تو گرمی کے موسم میں اتنا کام کر لیتی ہے کہ تیرا جاڑا آرام سے گزر جاتا ہے۔اگر تو ایسا نہ کرتی تو پھر جاڑے میں مرتی پھرتی اور ٹھنڈ کی وجہ سے تیری آواز تک نہ نکلتی۔اے ننھی چیونٹی! تجھے یہ شاباش!

ہاں بچو! اب مولوی صاحب کیا کہہ رہے ہیں وہ غور سے سنو۔اس آخری بند میں نظم لکھنے کا مقصد چھپا ہوا ہے۔بند تو آپ سب جانتے ہوں گے کہ کسے کہتے ہیں۔کسی نظم کے چار، پانچ مصروں کو ایک ساتھ لکھنے کو بند کہتے ہیں۔تو مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ہم انسانوں کو کیا کرنا چاہیے؟ وہ کہتے ہیں کہ اے پیارے بچو! تم بھی چیونٹی کی طرح

سخت محنت کرنا سیکھ جاؤ۔ سستی اور بے پروائی میں اپنا قیمتی وقت مت کھو بیٹھو بلکہ کام کرو۔ اچھے اچھے کام کرنے سے ہمارا خدا بھی خوش ہوتا ہے کیونکہ اسی نے ہمیں یہ زندگی دی ہے۔ اس کا شکر ادا کرنا اور کہنا ماننا ہمارا فرض ہے اور یہی سبق ہمیں چیونٹی دے رہی ہے۔ اے ننھی چیونٹی! تجھے بہت بہت سلام!

تو کیا سوچ رہے ہیں سب بچے! بچو جب ایک ننھی سی چیونٹی اللہ کا حکم مان سکتی ہے تو پھر ہم اور آپ کیوں نہیں مان سکتے؟ آخر ہم تو اس سے بہت بہتر مخلوق ہیں۔ تو سب بچے عہد کریں کہ ہم سارے کام اچھے اچھے کریں گے۔ اچھے اچھے کام کرنے سے دنیا میں بھی بہت عزت ملتی ہے اور اللہ کے یہاں بھی بہت سے انعامات ہمارے منتظر ہوں گے۔

سب خود سے وعدہ کرو کہ اب برے کام نہیں کریں گے۔ چلو اب اپنی کہانی کی گاڑی کو آگے بڑھاتے ہیں اب اس گاڑی سے کون سا پیارا سا جانور اترے گا اور سب بچوں سے ملاقات کرے گا۔ چلو دیکھتے

ہیں۔ارے یہ کیا.....؟ یہ دو مکھیاں اتر کر ہماری طرف کیوں آرہی ہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں اب ہمیں مکھیوں سے ملاقات کرنی پڑے؟ ہاں لگتا ہے ایسا ہی ہے۔اس نظم میں دو مکھیاں ہیں۔ہنسی آگئی سب کو۔چلو مکھیاں اڑاتے ہیں اور آگے بڑھ کر انھیں پکڑتے ہیں۔ہاں اس نظم کا نام ہے 'دو مکھیاں'

## دو مکھیاں

۱- ایک مکھی گو ہے بڑی احمق
فکرِ انجام اسے نہیں مطلق
۲- کوتہ اندیش لالچی ناداں
دیتی پھرتی ہے مفت اپنی جاں
۳- گرمیٔ شیرنے پہ حرص کے مارے
پاؤں اور پر لتھڑ گئے سارے
۴- آنکھ اس کے ہیے کی پھوٹ گئی

اکھڑے بازو تو ٹانگ ٹوٹ گئی

۵- آخرش پھنس کے رہ گئی مکھی
کیا حماقت کی چاشنی چکھی

۶- ایک مکھی ہے سخت دوراندیش
سوچ لیتی ہے کام کا پس و پیش

۷- اس پہ غالب نہیں ہوسناکی
گرم پرواز ہے بہ چالاکی

۸- کہیں مصری کی جب ڈلی پائی
تو بہ آہستگی اتر آئی

۹- گرچہ اس کام میں لگی کچھ دیر
چاٹ کر ہوگئی مگر وہ سیر

۱۰- سیر ہوتے ہی اڑ گئی پھر پھر
دور بینی کا اس کو یاد ہے گر

۱۱- کس مزے سے گزارتی ہے دن
شکر کا گیت گاتی ہے بھن بھن

## لغت اطفال

| الفاظ | معنی | الفاظ | معنی |
|---|---|---|---|
| احمق | بیوقوف | کوتہ اندیش | بےخبرہنے والی |
| پس وپیش | سوچ وچار | حرص | لالچ |
| حماقت | بے وقوفی | پرواز | اڑان |
| مطلق | بالکل | چاشنی | پکی ہوئی چینی |

چلو بچو! جلدی جلدی آجاؤ۔ ہم کہانی سنانے والے ہیں۔ ہاں تو بچو! مکھی کو تو سب جانتے ہیں۔ بہت ہی عام سا کیڑا ہے۔ دن بھر گھروں میں بھن بھن کرتا رہتا ہے اور ذرا میٹھا آجائے تو فوراً اڑ کر اس پر منڈلانے لگتا ہے اور آم؟ جی ہاں! آم کی تو مکھی دیوانی ہے۔ اگر پتہ چل جوئے تو جھٹ پٹ اس پر بیٹھ جاتی ہے۔ بے وقوف بھی بہت ہے۔ ہر

گندی چیز پر بھی آرام سے بیٹھ جاتی ہے۔ بس ایسی ہی دو مکھیوں کی کہانی ہے۔ ایک سمجھدار مکھی اور ایک نادان مکھی۔

تو ہوا یوں کہ ایک مکھی جو بڑی بے وقوف تھی اور اسے اپنے انجام کی ذرا بھی پروا نہ تھی۔ لالچی اور حریص تھی۔ جہاں کھانے کو مل جائے فوراً اس پر جھپٹ جاتی۔ ذرا بھی دور کا نہیں سوچتی اور اس چکر میں ہمیشہ اپنی جان کو خطرے میں ڈال دیتی۔ وہی لالچی مکھی ایک دن شیرے پر ایسی گری کہ اس کے بازو اور پر سارے شیرے میں ڈوب گئے اور آنکھ بھی پھوٹ گئی۔ ہوا یوں کہ وہ بے چاری میٹھا کھانے کے چکر میں ایسی پھنسی کہ پھر نکل نہ پائی۔ کتنی بے وقوف تھی کہ مزے کے چکر میں اپنی جان کو خطرے میں ڈال بیٹھی اور پھنس گئی۔

مگر ایک دوسری مکھی جو سمجھدار اور چالاک تھی اور دور کا سوچتی تھی اور ہر کام سوچ سمجھ کر کرتی تھی۔ وہ بڑی چالاکی سے میٹھا کھاتی تھی۔ جب مصری کی ڈلی دیکھتی تو اس پر آہستہ سے اترتی اور بڑی احتیاط سے اسے چاٹتی۔ اگرچہ ایسا کرنے میں اسے کچھ وقت لگتا تھا مگر وہ آہستہ

آہستہ اپنا مقصد پورا کر لیتی اور پھر جب اس کا پیٹ بھر جاتا تو وہ اڑ جاتی کیونکہ اس کو سمجھ تھی کہ اپنا خیال کیسے رکھتے ہیں۔ اس طرح سمجھ سے وہ اپنا دن گزارتی اور بھن بھن کر کے اللہ کا شکر ادا کرتی اڑتی پھرتی۔

کچھ سمجھ میں آیا بچو! اسماعیل میرٹھی اس نظم کے ذریعہ بچوں سے کیا کہنا چاہتے ہیں؟ جی ہاں۔ صحیح سمجھے سب! اس نظم میں اسماعیل صاحب ہمیں ہر وقت عقل اور سمجھ سے کام کرنے اور لالچ سے ہمیشہ دور رہنے اور ہر کام سوچ سمجھ کر کرنے کا سبق دے رہے ہیں۔

ہمیں امید ہے بچو! آپ سب اس بات کا خیال تا عمر رکھیں گے۔ کیونکہ ایک اچھا انسان بننے کے لیے یہ تمام باتیں دھیان میں رکھنا ضروری ہیں اور ہمیں بچپن سے ہی اچھی اچھی باتیں سیکھنا چاہیے۔

آیئے اب ہم ایک اور اچھے بچے کی کہانی سناتے ہیں۔ یہ نظم ہم نے چوتھی کلاس میں پڑھی تھی اور ہمیں بہت پسند ہے۔ ہمیں امید ہے آپ سب کو بھی یہ بہت پسند آئے گی اور ہر بچہ اسے یاد بھی ضرور کرے

گا۔ نظم یہ ہے کہ ایک بچہ تھا جس کا نام تھا..... ارے بھائی! پہلے نظم تو پڑھ لیں۔ تو چلو ہو جاؤ تیار۔ سب اپنا اپنا گلا صاف کرو اور ہمارے ساتھ آواز سے آواز ملا کر پڑھو یہ نظم جس کا نام ہے 'ایمان دار لڑکا'

## ایک ایماندار لڑکا

۱- ایک لڑکا تھا بڑا ایماندار
آزمائش ہو چکی تھی بار بار

۲- ایک دن وہ نیک دل اور باحیا
اپنے ہم سایہ کے گھر میں تھا گیا

۳- آدمی بالکل نہیں واں نام کو
کیونکہ ہم سایہ گیا تھا کام کو

۴- تازہ تازہ بیر ڈلیہ میں بھرے
بے حفاظت گھر کے اندر تھے دھرے

۵- آگیا اتنے میں ہم سایہ وہاں

کھیل میں مصروف تھا لڑکا جہاں

۶- اپنے بیروں میں نہ پائی کچھ کمی
ہو کے خوش لڑکے سے بولا آدمی

۷- بیر یہ تم نے چرائے کیوں نہیں
کیوں چراتا چور تھا کیا میں کہیں؟

۸- چور جب بنتے کہ کوئی دیکھتا
دیکھنے کو میں خود ہی یاں موجود تھا

۹- کچھ برائی آپ میں گر پاؤں میں
پانی پانی شرم سے ہو جاؤں میں

۱۰- واہ وا شاباش لڑکے واہ وا
تو جواں مردوں سے بازی لے گیا

## لغت اطفال

| الفاظ | : معنی | الفاظ | : معنی |
| --- | --- | --- | --- |

آزمائش : امتحان ہم سایہ : پڑوسی

باحیا : شرم دار ہونا دھرے : رکھے

مصروف : کام میں لگے رہنا بازی : جیت

ننھے منے ہندوستانیو! کیا آپ نے محسوس کیا کہ ساری نظموں کی زبان کتنی سادہ اور آسان ہے۔ یہی تو مولوی اسماعیل کی ایک نمایاں خوبی ہے کہ وہ زبان اور خیالات کے بیان کے معاملہ میں سخت گیر نہ تھے، بلکہ سہل نگاری اور ایک انوکھے پن کے ساتھ الفاظ میں لچک پیدا کرکے بات بچوں کے ذہن میں بآسانی اتار دیتے تھے۔انھوں نے بہت سی کہانیاں لکھی ہیں جو بہت خاص موضوع پر مگر بہت آسان طرز پر لکھی گئی ہیں اور ہندوستانی تہذیب کو ذہن میں رکھ کر تیار کی گئی ہیں۔وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو جادوئی انداز میں بچوں کو یاد کرانے میں بھی ماہر تھے اور ان کا فہم بھی بڑھانے میں کامیاب! مذکورہ نظم ایمان دار لڑکا اس بات کا ثبوت ہے کہ ایک اچھا بچہ خود کس طرح اپنی تربیت کرسکتا ہے۔اگر اسے بچپن سے ہی اللہ کی ذات کا خوف اور اس بات کا احساس

ہو کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے تو وہ ہر غلط کام کرتے ہوئے اللہ کا خوف محسوس کرے گا۔

بچو! آپ سب جانتے ہیں کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی نگاہ سے چھپ سکتی ہو۔ جس طرح آج کل ہمارے گھروں میں، بازاروں میں کیمرے لگے ہوتے ہیں اور وہ ہماری ہر نقل و حرکت قید کر لیتے ہیں بالکل اسی طرح اللہ ہر چیز پر نظر رکھے ہوئے ہے اور ہم جو بھی غلط کریں گے اس کا حساب ایک دن اللہ کو دینا پڑے گا اور جو بھی اچھا کریں گے ایک دن اللہ اس کی جزا یعنی انعامات ہمیں دے گا اور ہم سب انعامات سے خوش ہوتے ہیں تو پھر ہمیں اچھے کام کر کے انعامات جمع کرنے ہوں گے تا کہ ایک دن اللہ خوش ہو کر ہمیں انعامات دے۔ یہی تو اس کہانی میں چھپا ہے۔

آیئے اس نظم کو ذرا کہانی بنا کر سنتے ہیں۔ تو ایسا ہوا کہ ایک لڑکا تھا جو بہت ہی ایماندار تھا۔ جس کی نیک دلی کو بار بار آزمایا جا چکا تھا۔ وہی نیک لڑکا ایک دن اپنے پڑوسی کے گھر کھیلنے چلا گیا۔ اس نے

دیکھا کہ اس گھر میں تو کوئی ہے ہی نہیں۔ سب گھر والے کہیں گئے ہوئے ہیں۔ وہ ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اسے سامنے ہی ایک ڈلیہ میں بیر رکھے ہوئے نظر آئے۔ بالکل تازہ تازہ! بیر کو تو آپ سب جانتے ہی ہوں گے۔ ایک پھل ہے جو چھوٹا اور پیلے رنگ کا ہوتا ہے اور بہت مزے دار بھی۔ تو اس نے بیروں کو دیکھا جو بالکل سامنے ہی رکھے تھے کہ اگر کوئی چاہے تو انھیں اٹھا کر کھا لے۔ اس نیک بچے نے انھیں دیکھا ضرور مگر ان کے قریب تک نہ گیا اور کھیل میں مصروف ہو گیا۔ اتنی دیر میں گھر کا مالک آ گیا اور اس نے جو اس بچے کو بیروں سے غافل کھیل میں مصروف دیکھا تو حیران رہ گیا کہ اتنا چھوٹا بچہ کھانے کی چیز کو دیکھ کر اس کے قریب تک نہ گیا جبکہ گھر میں کوئی اسے دیکھنے والا بھی نہیں تھا۔ وہ حیران ہوا اور اس نے نیک دل بچے سے پوچھا جو کھیل میں مصروف تھا۔

"اے لڑکے.....! تو نے بیر چرا کر نہیں کھائے جبکہ گھر میں کوئی تھا بھی نہیں۔"

لڑکے نے فوراً جواب دیا۔

''میں بیر کیوں چراتا۔ کیا میں چور ہوں.....؟''

مالک بولا۔''بیٹا چور تو جب کہلائے جاتے کہ جب کوئی تمہیں چوری کرتے دیکھ لیتا۔ مگر یہاں تو کوئی تھا ہی نہیں۔''

لڑکا پھر بولا۔''یہاں کوئی ہوتا یا نہ ہوتا مگر میں خود تو یہاں موجود تھا اور میرا خدا مجھے دیکھ رہا تھا اگر میں کوئی برا کام کروں گا تو میں خود اپنی نظروں میں گر جاؤں گا اور شرمندگی سے مر جاؤں گا۔''

لڑکے کی اتنی پیاری بات سن کر گھر والا بولا کہ واہ وا.....شاباش لڑکے واہ وا.....تو تو بڑے بڑوں سے بھی آگے نکل گیا۔ تو جیت گیا واہ وا۔

تو دیکھا بچو! ایمان داری کتنی عزت والی چیز ہے۔ یہی ہمیں سب کی نظروں میں باعزت بناتی ہے اور کامیاب بھی۔

ہاں تو اب کون سی نظم کا نمبر آیا؟ ذرا ہم اپنے پٹارے میں دیکھیں کہ کیا کیا باقی بچا ہے؟

ارے یہاں تو ابھی بہت کچھ ہے۔ بڑا مزہ آنے والا ہے ابھی تو۔ ابھی تو ایک گائے ، ایک بچہ اور جگنو، ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اور آسمان

اور تارے، صبح کی آمد اور نہ جانے کیا کیا ہے۔

سب تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ آگے اس سے بھی دلچسپ نظمیں اور ان کی کہانیاں ہیں۔ ایسی نظمیں جو آج تک آپ نے پڑھی ہی نہیں ہوں گی۔

آپ کو پتہ ہے بچو! یہ ساری نظمیں، کہانیاں پہلے گھروں میں دادی، نانی اور امی گرمیوں کی دوپہر کو لیٹ کر بچوں کو سنایا کرتی تھیں۔ گرمی میں جب لو چلتی ہے۔ باہر بہت گرمی ہوتی ہے اور گھروں کے اندر ٹھنڈک ہوتی ہے تب گھر کے سارے، کھڑکی دروازے بند کر کے کمروں میں بڑے بڑے ٹبوں میں پانی بھر کر رکھا جاتا تھا کہ پنکھے کی ہوا اسے چھو کر ٹھنڈی ہو جائے اور پھر ہوا سے کمرہ ٹھنڈا ہو جاتا۔ اس وقت بچوں کا دھوپ میں نکل کر کھیلنا بچوں کی صحت کے لیے بہت نقصان دہ ہوتا ہے اس لیے بچوں کو گرمی سے بچانے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا جاتا تھا۔ سب کو بہت مزہ آتا تھا۔ کوئی کہانی لمبی ہوتی تو اسے دوسرے دن دوپہر کو پورا کیا جاتا۔ اس سے بچوں میں ادب سے لگاؤ بھی پیدا ہوتا اور ان کی معلومات بھی بڑھتیں اور کھیل کھیل میں وہ بہت کچھ سیکھ بھی

جاتے۔ گھر کے بڑوں کو بھی اس میں بہت مزہ آتا اور سب کو بہت کچھ یاد بھی ہو جاتا۔

ایک راز کی بات بتاؤں، سب سے زیادہ مزہ امی کے برابر لیٹنے میں اور ان کی خوشبو میں آتا تھا کیونکہ دن بھر تو وہ بہت مصروف رہتی تھیں۔ مجھے بھی میری امی نے یہ سب اسی طرح سکھایا ہے اور مجھے ان کے قریب لیٹنے میں بڑا مزہ آتا تھا۔ آپ سب بھی اپنی امی سے کہیے کہ وہ ایسے ہی آپ سب کو لے کر لیٹیں اور یہ کتاب سنائیں۔ دراصل اب یہ رواج ختم سا ہو گیا ہے مگر آپ سب آج ہی اپنی امی کے قریب لیٹ کر کوئی کہانی ضرور سنیے اور مجھے خط لکھ کر بتایئے کہ آپ کو کیسا لگا؟ ہاں مجھے آپ سب کے دل کی آواز آ رہی ہے کہ وہ کیسے مچل رہا ہے۔

واہ وا..... سب نے مل کر تالیاں بجا دیں۔ مزہ آ گیا، تو چلو اب گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے اگلی نظم کی طرف بڑھتے ہیں اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاتے ہیں۔ ہاں بچو! (air) ہوا جس کے بارے میں آپ سب نے کتابوں میں پڑھا ہے۔ جو نظر نہیں آتی۔ جس کو ہم دیکھ نہیں

سکتے کیونکہ اس کی کوئی شکل نہیں ہوتی مگر محسوس ہوتی ہے۔ ہوا کئی طرح کی ہوتی ہے۔ ٹھنڈی ہوا، بھیگی بھیگی ہوا، گرم ہوا، جو گرمیوں میں چلتی ہے جسے ہم 'لو' بھی کہتے ہیں۔ ٹھنڈی ہوا گرمیوں میں شام کو چلتی ہے جو بہت اچھی لگتی ہے اور ہمیں سکون دیتی ہے۔ بھیگی بھیگی ہوا بارش کے موسم میں چلتی ہے۔ یعنی برسات میں!

چلیے اب دیکھتے ہیں یہاں کون سی ہوا چلنے والی ہے۔ جی ہاں اس نظم کا نام ہے 'ہوا چلی'

## ہوا چلی

۱- ہونے کو آئی صبح تو ٹھنڈی ہوا چلی
کیا دھیمی دھیمی چال سے یہ خوش ادا چلی

۲- لہرا دیا ہے کھیت کو ہلتی ہیں بالیاں
پودے بھی جھومتے ہیں لچکتی ہیں ڈالیاں

۳- پھلواریوں میں تازہ شگوفے کھلا چلی

سویا ہوا تھا سبزہ اسے تو جگا چلی

۴- سرسبز ہوں درخت نہ باغوں میں تجھ بغیر

تیرے ہی دم قدم سے ہے بھاتی چمن کی سیر

۵- پڑجائے اس جہاں میں تیری اگر کمی

چوپایہ کوئی زندہ بچے اور نہ آدمی

۶- چڑیوں کو یہ اڑان کی طاقت کہاں رہے

پھر کائیں کائیں ہو نہ غٹرغوں نہ چہچہے

۷- بندوں کو چاہیے کہ کریں بندگی ادا

اس کی کہ جس کے حکم سے چلتی ہے یہ سدا

## لغت اطفال

| الفاظ | معنی | الفاظ | معنی |
|---|---|---|---|
| بالیاں | گیہوں کی ڈالیاں | لچکنا | جھکنا |
| شگوفے | کلیاں | درخت | پیڑ |

جہاں : دنیا چوپائے : چار پیروں والے

بندے : انسان بندگی : عبادت کرنا

سب کی سمجھ میں الفاظ معنی آ گئے۔ چلو اب نظم کی کہانی سنتے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے اس نظم میں سائنس چھپی ہے۔ حیران رہ گئے آپ سب! سائنس؟ جی ہاں سائنس۔ آپ سب نے پڑھا ہے کہ سائنس کہتی ہے کہ اگر اس دنیا میں ہوا نہ ہوتو ہم سب زندہ نہیں رہ سکتے۔ یعنی نہ انسان اور نہ جانور، نہ پیڑ پودے۔ سب مر جائیں گے۔ سب چیزوں کے زندہ رہنے کے لیے ہوا کی ضرورت ہے۔ ہوا جو ہم سانس کے ذریعہ لیتے ہیں اور سانس کے ذریعہ چھوڑتے ہیں، اس کا نام تو سب کو پتہ ہے نا؟ اسے آکسیجن کہتے ہیں اور جو ہم سانس کے ذریعہ چھوڑتے ہیں وہ کاربن ڈائی آکسائڈ ہوتی ہے۔ ہاں تو بچو! اب سنیں کہ اسماعیل صاحب کیا کہتے ہیں؟

رات کو ٹھنڈی ہوا چلتی ہے اور پھر پوری رات یہاں تک کہ صبح ہونے تک چلتی رہتی ہے اور صبح کے وقت چلنے والی ہوا تو بہت ہی لطف دیتی ہے۔ یہ ہوا صحت کے لیے بھی بہت مفید ہے۔

تو شاعر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہوا سے کھیت، پیڑ پودے سب جھوم اٹھے اور ہوا نے کلیوں کو چھوا تو وہ بھی کھل کر پھول بن گئیں۔سارے چمن اور باغ کو دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے جیسے ساری گھاس کو بھی ہوا نے جگا دیا ہو۔سچ ہے کہ پیڑوں کے لیے بھی ہوا بہت ضروری ہے۔اسی ہوا کو محسوس کر کے سب طرف خوشی ہی خوشی محسوس ہو رہی ہے۔لیکن اگر اسی ہوا کی کمی ہو جائے تو؟ تو کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔نہ کوئی جانور نہ انسان اور نہ کوئی پیڑ پودا اور نہ ہی چڑیاں اڑ پائیں گی کیونکہ ان کے پنکھوں کو بھی اڑان کے لیے ہوا چاہیے۔صرف یہی نہیں، کوئی کوا بھی خوش ہو کر کائیں کائیں نہیں کرے گا۔نہ ہی کبوتر خوش ہوں گے اور نہ ہی پیڑوں پر چڑیاں چہکیں گی۔ہم سب کے زندہ رہنے کے لیے ہوا بہت ضروری ہے۔ یہ تو قدرت کا کرم ہے کہ اس نے اتنی قیمتی اور ضروری چیز کو ہمارے لیے بالکل مفت مہیا کر دیا ہے۔تو بندوں کو چاہیے کہ اس رب کی حمد و ثنا کریں اس کا کہا مانیں، جس نے یہ ہوا

چلائی اور ساری کائنات بنائی ہے۔

ارے واہ! سب بچوں کا موڈ بہت ہی اچھا ہو رہا ہے۔ سب کو ہماری نظمیں اور کہانیاں بہت پسند آرہی ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہم کامیاب ہو رہے ہیں اور اس کامیابی کا سہرا آپ سب ننھے نونہالوں کے سر جاتا ہے۔ اچھا اب تھوڑی دیر کو سب بچے آرام کرلیں۔ لگتا ہے کچھ تھک سے گئے ہیں۔ تو چلو ہم سب کچھ دیر کے لیے آرام کر لیتے ہیں۔ ارے ارے..... جانا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تو ہماری اگلی نظم کا نام ہے۔ 'اب آرام کرو' دیکھا کیسا بدھو بنایا۔ ہا! ہا! تو چلو پڑھتے ہیں اگلی نظم۔ جس کا نام ہے 'اب آرام کرو'

## اب آرام کرو

۱- جھٹ پٹا سا ہو گیا ہے شام کا
صاحبو! اب وقت ہے آرام کا

۲- قصد چڑیوں نے بسیرے کا کیا

ڈھونڈتی ہیں اپنا اپنا گھونسلا

۳- دیکھنا سورج ہے تھمنے کے قریب
تھم گئے چلتے مسافر بھی غریب

۴- لو! کبوتر بھی گرے پر جوڑ کر
لیں گے اپنے چھوٹے بچوں کی خبر

۵- شام کو بستی سے جنگل کی طرف
اڑ چلے کوے بھی مل کر صف بہ صف

۶- دن میں جو آواز تھی مدھم پڑی
بھنبھناہٹ مکھیوں کی کم پڑی

۷- جانور دن بھر قلانچیں بھر چکے
اپنا اپنا کام پورا کر چکے

۸- وہ جو کٹ کرر ہی تھیں مرغیاں
ڈھونڈتی ہیں اپنے ڈربے کا نشاں

۹- بھیڑ، بکری، اونٹ گھوڑا گاؤ خر

آن پہنچے اپنے ستھان پر

۱۰- اب ہوا کے تیز جھونکے رک گئے
سو گئے پیڑ اور پتے جھک گئے

۱۱- لو سویرے تک ہمارا بھی سلام
وقت ہے نا وقت کیا کیجیے کلام

۱۲- اب کہاں باقی ہے موقع کام کا
صاحبو! یہ وقت ہے آرام کا

## لغت اطفال

| الفاظ | : معنی | الفاظ | : معنی |
| --- | --- | --- | --- |
| جھٹ پٹا | : شام کا وقت | قصد | : ارادہ کرنا |
| مسافر | : سفر کرنے والا | صف بہ صف | : لائنیں |
| مدھم | : آہستہ | قلانچیں | : ادھر ادھر کودنا |
| خر | : گدھا | استھان | : جگہ |

کلام : بات کرنا

کچھ سمجھ میں آیا بچو! ارے لگتا ہے سب سو گئے۔ اٹھو بھئی سب اٹھو! یہ تو نظم پڑھی ہے ہم نے۔ ہمیں ابھی آرام نہیں کرنا ہے۔ بہت کام کرنا ہے۔ بہت کچھ سیکھنا اور سکھانا ہے۔ پڑھنا لکھنا ہے۔ اچھا انسان بننا ہے۔ تو چلو سب نظم پڑھ کر الفاظ معنی سمجھ لیں۔ ہم جب تک کہانی تیار کرتے ہیں۔

ہاں جناب! سب لوگ آجاؤ! کہانی ٹائم ہو گیا۔ سنو! مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ شام کا وقت شروع ہو گیا ہے۔ جب سورج ڈوب جاتا ہے۔ ہر طرف ہلکا ہلکا سا اندھیرا چھانے لگتا ہے۔ بات اس وقت کی ہو رہی ہے۔ شاعر صاحب کہہ رہے ہیں دوستو! یہ وقت اللہ نے آرام کرنے کے لیے بنایا ہے۔ دیکھو چڑیاں بھی اپنے اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹنے لگی ہیں۔ ان کا ارادہ بھی آرام کا ہے اور سورج بھی اپنے گھر جانے کے ارادے سے چھپ رہا ہے۔ اس وقت تو ہر چیز ٹھہری سی جاتی ہے۔ چلتے پھرتے لوگ بھی کہیں

آرام کرنے کی غرض سے رک جاتے ہیں اور صرف انسان ہی نہیں تمام پرندے بھی اپنے اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ وہ بھی اب اپنے بچوں کی خبر لینے کی فکر میں ہیں اور دیکھو آسمان پر سارے کوے بھی کاؤں کاؤں کرتے لائن بنا کر اڑتے ہوئے اپنے گھونسلوں کی طرف رواں دواں ہیں۔ دن میں جو شور ہنگامہ مچا رہتا ہے وہ سب اب ہلکا ہونے لگا ہے۔ یہاں تک کہ مکھیاں جو دن بھر بھن بھن کرتی رہتی ہیں اب ان کی بھی آواز سنائی نہیں دے رہی اور وہ تمام جانور جو دن بھر جنگلوں میں اچھل کود کرتے رہتے ہیں وہ بھی اب اپنا سب کام چھوڑ کر آرام کرنے کی سوچ رہے ہیں۔ ساری مرغیاں، بکریاں، بھیڑیں، اونٹ، گدھے سب اپنے اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے کیونکہ انھیں پتہ ہے کہ یہ وقت آرام کرنے کا ہے۔ دیکھو پیڑ بھی لگتا ہے سو گئے ہیں اور سارے پتے بھی تھکے ہوئے لگ رہے ہیں۔ تو چلو ہم سب یعنی انسان بھی اب سب کو رات کا سلام کرلیں کیونکہ یہ وقت ہمارے بھی آرام کا ہے۔ اب

باقی کام صبح کریں گے۔تو اے میرے دوستو ا یہ وقت اللہ نے صرف آرام کا بنایا ہے۔آؤ آرام کرلیں۔

ہوں! پتہ چلا اللہ نے رات اور دن کیوں بنایا ہے؟ تا کہ پورا دن کام کرنے کے بعد ہر چیز ایک لمبا آرام کر کے پھر سے تازہ دم ہو جائے اور اگلی صبح محنت کرنے کے لیے پھر تیار ہو جائے۔آپ سب بھی ایسا ہی کرتے ہیں نا۔ہاں جی سب کو جلدی سونا اور جلدی اٹھنا چاہیے۔اس سے جسم میں پھرتی بنی رہتی ہے۔

ہاں بھئی! اب کون سی نظم کا وقت ہے؟ بچو! اب جو نظم ہم آپ کو سنانے جا رہے ہیں وہ بہت ہی پیاری اور انوکھی نظم ہے اور شاید اس موضوع پر ابھی تک کوئی اور نظم اتنی اچھی نہیں لکھی گئی۔اس میں ایک ایسی چیز کا ذکر ہے جسے استعمال کر کے ہر بچہ بڑا اور طاقت ور بنتا ہے اور اس چیز میں اللہ نے وہ تمام ضروری اجزا ر شامل کیے ہیں جو ہمارے جسم کے لیے بہت ضروری ہیں۔تو بتاؤ وہ کیا چیز ہے؟ کوئی بتا سکتا ہے؟ ہم کس چیز کی بات کر رہے ہیں؟

ارے! نہیں سمجھے..... ہم دودھ کی بات کر رہے ہیں۔ جسے milk بھی کہتے ہیں۔ آپ سب اس کا استعمال کسی نہ کسی طرح کرتے ہیں۔ مگر وہ دودھ آتا کہاں سے ہے؟ بچو دودھ ایک قدرتی غذا ہے اور یہ ہمیں گائے، بھینس، بکری سے ہی ملتا ہے اور اسی دودھ سے گھی، مکھن، پنیر اور دہی بھی بنتا ہے۔ وقت بدلنے کے ساتھ ساتھ اس کا استعمال بھی بدل گیا ہے۔ اب اس سے مٹھائیاں، کیک، چاکلیٹ، ٹافی اور نہ جانے کیا کیا بنتا ہے۔ مگر اس کا ایک استعمال ہمیشہ سے ہوا ہے کہ ہر چھوٹا بچہ اسے پی کر بڑا ہوتا ہے۔

ارے! سب کا تجسس بڑھنے لگا تو چلو نظم کی طرف بڑھتے ہیں۔ جس کا نام ہے 'ہماری گائے'

## ہماری گائے

۱- رب کا شکر ادا کر بھائی
جس نے ہماری گائے بنائی
۲- اس مالک کو کیوں نہ پکاریں

جس نے پلائیں دودھ کی دھاریں

۳- خاک کو اس نے سبزہ بنایا

سبزے کو پھر گائے نے کھایا

۴- کل جو گھاس چری تھی بن میں

دودھ بنی وہ گائے کے تھن میں

۵- سبحان اللہ! دودھ ہے کیسا

تازہ، گرم، سفید اور میٹھا

۶- دودھ میں بھیگی روٹی میری

اس کے کرم نے بخشی سیری

۷- دودھ، دہی اور مٹھا مسکا

دے نہ خدا تو کس کے بس کا

۸- گائے کو دی کیا اچھی صورت

خوبی کی ہے گویا مورت

۹- دانہ، دنکا، بھوسی، چوکر

کھا لیتی ہے سب خوش ہو کر

۱۰- کھا کر تنکے اور ٹھٹھیرے

دودھ ہے دیتی شام سویرے

۱۱- کیا غریب اور کیسی پیاری

صبح ہوئی جنگل کو سدھاری

۱۲- سبزے سے میدان ہرا ہے

جھیل میں پانی صاف بھرا ہے

۱۳- پانی موجیں مار رہا ہے

چرواہا پچکار رہا ہے

۱۴- پانی پی کر چارہ چر کر

شام کو آئی اپنے گھر پر

۱۵- دوری میں جو دن ہے کاٹا

بچے کو کس پیار سے چاٹا

۱۶- گائے ہمارے حق میں ہے نعمت

دودھ ہے دیتی کھا کے بنسپت

۱۷- بچھڑے اس کے بیل بنائے

جو کھیتی کے کام میں آئے

۱۸- رب کی حمد و ثنا کر بھائی

جس نے ایسی گائے بنائی

## لغت اطفال

| الفاظ | معنی | الفاظ | معنی |
| --- | --- | --- | --- |
| رب | : اللہ | خاک | : مٹی |
| بن | : جنگل | مسکا | : مکھن |
| صورت | : تصویر | سویرے | : صبح |
| بنسپت | : گھاس پوس | حمد وثنا | : اللہ کی تعریف کرنا |

دیکھا! کتنی پیاری نظم ہے۔ گائے کی پوری کہانی بیان کر دی کہ وہ کیا کیا کرتی ہے اور کیسے ہمیں دودھ ملتا ہے۔ بات خدا سے شروع ہوتی

ہے کیونکہ ہر چیز بنانے والا وہی تو ہے جس نے یہ اتنی پیاری دنیا بنائی۔ بس اسی کا شکرادا کرتے ہوئے مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے جس نے یہ پیاری گائے بنائی ہے ہم اس خدا کی تعریف کیوں نہ کریں جس نے ہمیں میٹھا دودھ پلانے کا انتظام کیا ہے اور اس کے لیے اس نے مٹی میں ہری ہری گھاس اگائی، اس گھاس کو گائے نے کھایا اور پھر وہی ہری ہری گھاس میٹھا میٹھا دودھ بن گئی۔ دودھ بہت میٹھا تازہ ، گرم اور سفید ہوتا ہے اور اس میں روٹی بھگوکر کھانے میں بھی بڑا مزہ آتا ہے۔

بچو! جب یہ نظم لکھی گئی وہ دور کچھ اور تھا زندگی کا ہر طور طریقہ آج سے بالکل الگ تھا۔ اس لیے یہاں روٹی بھگونے کا ذکر ہے۔ آج اس کی جگہ بریڈ کا استعمال ہوتا ہے۔ آگے نظم میں یہ کہا گیا ہے کہ دودھ ہی سے دہی، مکھن، مٹھا، مٹھائی بنتی ہے۔ اگر خدا نے دودھ نہ بنایا ہوتا تو کس کے بس کی بات تھی کہ وہ دودھ بناتا؟ گائے کی صورت بھی بہت پیاری بنائی ہے۔ گائے دانہ، بھوسی، روٹی گھاس سب کھا لیتی ہے اور

بہت خوش رہتی ہے۔ پھر صبح وشام تازہ تازہ دودھ دیتی ہے۔ گائے کی زندگی یہ ہے کہ صبح کو جنگل چلی جاتی ہے۔ گھاس پھوس کھاتی ہے۔ ندی سے پانی پیتی ہے۔ پھر اس کا مالک چرواہا اسے پیار سے گھر لے کر آتا ہے۔ گھر آ کر وہ اپنے بچے کو پیار کرتی ہے کیونکہ بچہ اس کے ساتھ جنگل میں نہیں جاتا۔ سچ ہے گائے کی شکل میں اللہ نے انسان کے لیے ایک انعام اتارا ہے۔ وہ پیڑ پودے کھا کر ہمیں میٹھا دودھ دیتی ہے۔ آگے بتاتے ہیں کہ اسی کے بچے بڑے ہو کو بچھڑے بن جاتے ہیں جو کھیتوں میں ہل چلانے کے کام آتے ہیں۔ تو بچو! اس رب کی تعریف کیوں نہ کی جائے جس نے اتنی پیاری گائے بنائی۔

غور کیجیے سارے بچے کہ ہر نظم کتنی پیاری لکھی ہوئی ہے اور ہم سب کی زندگی پر اس کے کتنے اثرات ہیں۔ انسان کے آس پاس یہ تمام چیزیں ہر وقت رہتی ہیں۔ یوں دیکھنے میں تو ہر چیز بالکل عام محسوس ہوتی ہے مگر دراصل ان میں انسانی زندگی کا راز چھپا ہوتا ہے۔ ہر نظم اور اس کا انداز کتنا آسان ہے۔ اگر ہم لغت اطفال کا سہارا نہ بھی لیں تو ساری

بات ہماری سمجھ میں آ رہی ہے مگر ہمارے کچھ ننھے منے ساتھی بھی ہیں جو ابھی اردو لکھنا پڑھنا سیکھ رہے ہیں۔ان سب کو ایک وعدہ کرنا ہوگا کہ اب اچھی طرح اردو پڑھنا، لکھنا اور بولنا سیکھنا ہوگی تا کہ ہماری مادری زبان پوری صحت کے ساتھ زندہ رہے۔

اب جو نظم ہم آپ کو سنانے جا رہے ہیں وہ ایک بہت ہی خاص چیز پر لکھی گئی ہے۔آج کے دور کے بہت سے بچے تو اس کا نام تک نہیں جانتے ہوں گے کیونکہ وہ چیز اب نظر ہی بہت کم آتی ہے۔اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جنگل اب تقریباً ختم ہی ہوگئے ہیں ۔بہت سارے جانوروں اور کیڑوں مکوڑوں کا جنگل سے بہت گہرا تعلق ہوتا ہے۔اس لیے اب بہت سے جانور ختم ہی ہوگئے ہیں ۔اب ہم انھیں صرف چڑیا گھروں میں ہی دیکھ سکتے ہیں مگر ہر بچہ تو چڑیا گھر نہیں جا سکتا۔بہت سے جانور تو ایسے بھی تھے جن کو لوگ پہلے گھروں میں پالتے تھے اور پھر گلیوں میں ان کے کھیل تماشے دکھائے جاتے تھے۔جیسے سانپ اور بھالو، بندر اور مور، باز، وغیرہ۔ پہلے یہ تمام جانور گلیوں،

سڑکوں پر عام طریقے سے گھومتے نظر آتے تھے مگراب یہ کہاں گئے پتہ ہی نہیں چلتا؟ اسی طرح بھالو، سیار، چیتا، لومڑی، ریچھ جیسے جانور جنگل ختم ہونے سے ختم ہو گئے کیونکہ جنگل ان کا گھر ہوتا تھا اور جب گھر ہی نہیں رہا تو یہ بے چارے کیسے رہ پاتے۔ اسی طرح کا ایک کیڑا ہوا کرتا ہے جسے بچے بہت پسند کرتے ہیں۔ اس کا نام ہے جگنو۔ جی ہاں! اب ہم جگنو کی کہانی پڑھیں گے۔ جگنو کو بچے اپنا دوست بنا لیتے ہیں۔ پتہ ہے اس میں کیا خاص ہوتا ہے؟ یہ ایک قدرتی لائٹ ہوتی ہے۔ ایک بیٹری جو خود بخود جلتی بجھتی رہتی ہے۔ بہت ننھا سا کیڑا۔ جیسے آسمان پر دور کوئی ستارہ چمکتا ہے۔ بالکل سی طرح برسات میں گھنے جنگلوں میں یہ جگنو بہت نظر آیا کرتے تھے اور گھروں میں بھی آجایا کرتے تھے اور جب سارے گھر کی لائٹیں بند ہو جاتیں تو یہ چمکتے ہوئے بہت خوبصورت لگا کرتے۔ بچے اسے پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے پیچھے بھاگا کرتے۔ اگر کوئی پکڑ لیتا تو کوشش کرتا کہ یہ دیکھے کہ وہ جلتا بجھتا کس

طرح ہے؟ مگر کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا اور وہ ننھا سا کیڑا پھر سے نکل جاتا۔ سارے بچے آنکھیں بند کر کے ذرا اس جلتے ہوئے ننھے سے کیڑے کا تصور کریں کہ وہ آپ سب کی مٹھی میں بند ہے پھر دیکھیے آپ سب کو کتنا مزہ آئے گا۔

بچو! جگنو پر بہت سی نظمیں ہیں۔ ہم نے پہلی کتاب میں علامہ اقبال کی دو نظمیں جگنو کے نام کی سنائی بھی تھیں۔ یاد آیا.....؟ تو چلو مولوی اسماعیل کی نظم جس کا نام 'ایک جگنو اور بچہ' ہے، پڑھتے ہیں کہ بچہ جگنو سے کیا باتیں کرتا ہے؟

## ایک جگنو اور ایک بچہ

۱۔ سناؤں تمہیں بات اک رات کی
کہ وہ رات اندھیری تھی برسات کی
۲۔ چمکنے سے جگنو کے تھا اک سماں

ہوا پر اڑیں جیسے چنگاریاں

۳- پڑی ایک بچے کی ان پر نظر
پکڑ ہی لیا ایک کو دوڑ کر

۴- چمک دار کیڑا جو بھایا اسے
تو ٹوپی میں جھٹ پٹ چھپایا اسے

۵- وہ جھم جھم چمکتا ادھر سے ادھر
پھرا کوئی رستہ نہ پایا مگر

۶- تو غمگین قیدی نے کی التجا
کہ چھوٹے شکاری! مجھے کر رہا

۷- خدا کے لیے چھوڑ دے چھوڑ دے
میری قید کے جال کو توڑ دے

## بچہ

۸- کروں گا نہ آزاد اس وقت تک
کہ میں دیکھ لوں دن میں تیری چمک

## جگنو

۹- چمک میری دن کو نہ پاؤ گے تم
اجالے میں ہو جائے گی وہ تو گم

## بچہ

۱۰- ارے چھوٹے کیڑے نہ دے دم مجھے
کہ ہے واقفیت ابھی کم مجھے

۱۱- اجالے میں دن کے کھلے گا یہ حال
کہ اتنے سے کیڑے میں کیا ہے کمال

۱۲- دھواں ہے نہ شعلہ نہ گرمی نہ آنچ
چمکنے کی تیری کروں گا میں جانچ

## جگنو

۱۳- یہ قدرت کی کاری گری ہے جناب
کہ ذرے کو چمکائے جوں آفتاب

۱۴- مجھے دی ہے اس واسطے یہ چمک

کہ تم دیکھ کر مجھ کو جاؤ ٹھٹک

۱۵- نہ الھڑ پنے سے کرو پائمال
سنبھل کر چلو آدمی کی سی چال

## لغت اطفال

| | | | |
|---|---|---|---|
| الفاظ | معنی | الفاظ | معنی |
| سماں | منظر | اجالا | روشنی |
| بھایا | اچھا لگنا | واقفیت | معلومات ہونا |
| آنچ | گرمی | آفتاب | سورج |
| کاری گری | باریکی سے کام کرنا | | |

نظم پڑھ لی سب نے۔ سمجھ میں بھی آگئی ہوگی کہ ایک بچہ جگنو سے کیا باتیں کر رہا ہے۔ پھر جگنو نے بھی اس بچے سے کچھ کہا پھر بچے نے جگنو کو جواب دیا اور اس سوال جواب میں بات پوری ہوگئی۔

الفاظ معنی کی مدد سے بھی کافی آسانی ہوگئی مگر ہم پھر بھی کہانی

سنائیں گے۔ ہوا یوں کہ ایک رات جب بارش ہو رہی تھی۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ اس اندھیری رات میں جگنو ہر طرف چمک رہے تھے۔ یہ منظر بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ کسی نے کالی چادر پر چمک دار تارے لگا دیے ہوں تب ہی ایک بچے نے ان جگنوؤں میں سے ایک کو دوڑ کر پکڑ لیا اور اسے اپنی ٹوپی میں چھپا لیا۔ یہ چمکنے والا ننھا سا کیڑا اسے بہت اچھا لگا۔ بے چارہ جگنو ٹوپی میں ادھر سے ادھر اڑ رہا تھا کہ کس طرح باہر نکلے مگر اسے کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔ تب اس نے اس بچے سے التجا کی کہ اے ننھے بچے! مجھے آزاد کر دے، مجھے چھوڑ دے۔

بچے نے جگنو کی یہ آواز سنی تو یوں بولا: ''اے چمکنے والے کیڑے (جگنو)! میں اب تجھے چھوڑنے والا نہیں۔ میں تو اب یہ دیکھوں گا کہ تو چمکتا کیسے ہے؟ بس ذرا دن نکل آنے دے۔''

اب جگنو نے بچے کی آواز سنی اور بولا:

''اے ناسمجھ بچے! تو دن کا انتظار کر رہا ہے جب کہ دن میں تو، تو میری چمک دیکھ ہی نہ پائے گا کیونکہ وہ روشنی میں تجھے نظر ہی نہیں آئے

گی۔" کیونکہ بچو! سورج کی روشنی بہت تیز ہوتی ہے اور تیز روشنی میں ہلکی روشنی نظر نہیں آتی۔

اب بچہ پھر جگنو سے بولا: "اے چھوٹے کیڑے! تو مجھے مت بہلا۔تو سمجھتا ہے کہ میں بچہ ہوں۔میری معلومات ابھی کم ہیں۔تو مجھے بے وقوف بنا کر اڑ جائے گا مگر اب ایسا نہیں ہوگا۔اب تو دن کی روشنی میں ہی اس بات کا فیصلہ ہوگا کہ تیرے اندر ہے کیا چیز چمکتی رہتی ہے۔جب کہ تیری اس روشنی میں نہ دھواں ہے نہ گرمی ہے نہ آگ ہے۔پھر کیا وجہ ہے کہ تو چمکتا رہتا ہے۔میں تیری پوری طرح جانچ کروں گا۔اچھی طرح دیکھ بھال کروں گا پھر تجھے آزاد کروں گا۔"

بچے کی یہ بات سن کر جگنو پھر بولا کہ اے ناسمجھ بچے! تو ابھی تک نہیں سمجھا کہ یہ قدرت کے کام ہیں۔یہ اس کا کمال ہے۔وہ چاہے تو چھوٹے سے ذرے کو سورج کی طرح چمکا دے۔اسی خدا نے مجھے یہ روشنی عطا کی ہے کہ تم سارے ننھے منے بچے مجھے دیکھ کر حیران رہ جاؤ اور پھر میرے ذریعہ اس خدا کی تعریف بیان کرو۔اس کی طاقت کو پہچانو۔اے میرے پیارے دوست! یوں ادھر ادھر کی باتوں میں اپنا وقت خراب نہ کر

بلکہ اچھے انسانوں والی باتیں سیکھ اور اپنے اندر پیدا کر۔"

دیکھا بچو! کتنے اچھے سوال جواب تھے جگنو اور بچے کے۔ مطلب یہ نکلا کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا خدا ہے۔ اس کو سمجھو، پہچانو اور اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں سے اپنی سمجھ بڑھاؤ۔ اسی کے ساتھ بچو یہ نظم پوری ہوئی اور ہماری اگلی نظم شروع ہونے والی ہے جس کا نام ہے 'رات'۔ ہاں بچو! وہی رات جس میں آپ سب آرام کرتے ہیں۔ اپنے نرم گرم بستروں میں سو جاتے ہیں اور اچھے خواب دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ پتہ ہے رات کو آرام کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ یہ کہ سب بالکل تازہ دم ہو جاتے ہیں۔ ساری تکان مٹ جاتی ہے اور پھر دوسری صبح کام کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ تو چلو سب آرام کرنے رات کی طرف چلتے ہیں اور پڑھتے ہیں یہ نظم

## رات

۱۔ گیا دن ہوئی شام آئی ہے رات
خدا نے عجب شے بنائی ہے رات

۲- نہ ہو رات تو دن کی پہچان کیا
اٹھائے مزہ دن کا انسان کیا

۳- ہوئی رات خلقت چھٹی کام سے
خموشی سی چھائی سر شام سے

۴- لگے ہونے اب ہاٹ بازار بند
زمانے کے سب کار اور بار بند

۵- مسافر نے دن بھر کیا ہے سفر
سر شام منزل پہ کھولی کمر

۶- درختوں کے پتے بھی چپ ہو گئے
ہوا تھم گئی پیڑ بھی سو گئے

۷- اندھیرا اجالے پہ غالب ہوا
ہر اک شخص راحت کا طالب ہوا

۸- ہوئے روشن آبادیوں میں چراغ

ہوا سب کو محنت سے حاصل فراغ

۹- کسان اب چلا کھیت کو چھوڑ کر

کہ گھر میں کرے چین سے شب بسر

۱۰- تھپک کر سلایا اسے نیند نے

تردد بھلایا اسے نیند نے

۱۱- غریب آدمی جو کہ مزدور ہیں

مشقت سے جن کے بدن چور ہیں

۱۲- وہ دن بھر کی محنت کے مارے ہوئے

وہ ماندے تھکے اور ہارے ہوئے

۱۳- نہایت خوشی سے گئے اپنے گھر

ہوئے بال بچے بھی خوش دیکھ کر

۱۴- گئے بھول سب بال بچوں کا غم

سویرے کو اٹھیں گے اب تازہ دم

۱۵- کہاں چین یہ بادشاہ کو نصیب
کہ جس بے غمی سے ہیں سوئے غریب

## لغت اطفال

| الفاظ | معنی | الفاظ | معنی |
|---|---|---|---|
| غالب | چھا جانا | ہاٹ | جگہ جگہ لگنے والا بازار |
| درخت | پیڑ | روشن | چمک دار |
| مشقت | محنت کرنا | فراغ | چھٹی ملنا |
| بسر کرنا | گزارنا | چراغ | دیا، یا کوئی روشنی دینے والی چیز |

جی بچو! کیا حال ہیں؟ نظم پڑھ کر کیسا لگا۔ اچھا سب بچے ایک بات بتائیے کہ پہلے جب آپ سب نے یہ نظمیں نہیں پڑھی تھیں تب آپ کو اتنی معلومات تھیں؟ آپ ان سب چیزوں کے بارے میں جانتے تھے؟ نہیں نا۔ جی ہاں اسی کو معلومات کا بڑھنا کہتے ہیں یعنی علم میں اضافہ ہونا اور اسی کو علم حاصل کرنے کا فائدہ کہتے ہیں اور بچو علم

حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر اللہ نے فرض کیا ہے اور کتابیں ہی انسان کی بہترین دوست ہوتی ہیں۔ بس انھیں ہی پڑھتے جاؤ اور اپنا شعور بڑھاتے جاؤ۔

تو اس نظم میں مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ دن ختم ہو گیا اور رات شروع ہو گئی۔ یہ سب دن کا رات اور رات کا دن میں بدل جانا کتنا عجیب لگتا ہے۔ یہی بات وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر رات نہ ہوتی تو ہمیں دن کی پہچان کیسے ہوتی؟ اور اگر دن نہ ہوتا تو رات کو ہم کیسے پہچان پاتے اور انسان اپنی زندگی کا کوئی نظام ہی نہیں بنا پاتا۔ جب رات ہو جاتی ہے تو سارے لوگ کام چھوڑ کر آرام کرنے کے لیے اپنے اپنے گھر چلے جاتے ہیں۔ ہر طرف سناٹا چھا جاتا ہے کیونکہ دن میں جو کام ہوتے ہیں وہ رات کو رک جاتے ہیں۔ سارے کارخانے، مشینیں، بازار سب بند ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کی بول چال میں کمی آ جاتی ہے اور تمام چیزوں کی خاموشی ماحول پر چھا جاتی ہے۔ جو مسافر دن بھر چل چل کر تھک جاتے ہیں وہ بھی کہیں رک کر آرام کرتے ہیں۔

پیڑ پودے بھی جیسے سو جاتے ہیں اور ہوا کا شور بھی کچھ کم ہو جاتا ہے۔ ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے اور ہر شخص آرام کی ضرورت محسوس کرنے لگتا ہے۔ اندھیرے کو دور کرنے کے لیے گھر گھر میں روشنی کا انتظام کیا جاتا ہے تاکہ اندھیرے کو کچھ کم کیا جا سکے۔ دن کی ہر چیز کو کام سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔ کسان بھی کھیت میں کام کرنا چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں کی طرف چل پڑتے ہیں۔ ان کا بھی جسم تکان محسوس کرنے لگتا ہے اور وہ بھی آرام کرنا چاہتے ہیں۔ ہر چیز سو کر تروتازہ ہونے کی ضرورت محسوس کرتی ہے۔ اگر رات کو کوئی سوئے گا نہیں تو وہ دوسرے دن کام کے لیے بالکل تروتازہ نہ ہوگا۔ دوسرے دن کام کرنے کی ہمت پیدا کرنے کے لیے سونا بہت ضروری ہے۔ اس لیے وہ خوشی خوشی اپنے گھر جاتے ہیں اور گھر والوں کے ساتھ وقت گزارتے ہیں اور کھا پی کر سو جاتے ہیں کیونکہ اب انھیں دوسری صبح پھر کام کرنا ہوگا اور بچو! یہ رات کا سکھ امیروں کے مقابلہ غریب زیادہ محسوس کرتے ہیں اور بغیر کسی سوچ وفکر کے آرام کرتے ہیں تاکہ پھر وہ دوسری صبح تروتازہ ہو کر صحت کے

ساتھ اٹھ سکیں۔

ارے.....ارے.....! یہ کیا سب کا آرام کرنے کو دل چاہنے لگا۔ چلو ایسا کرتے ہیں کہ آج آرام سے رات کو اس نظم کو یاد کرنے کی کوشش کریں گے۔ دیکھنا کتنا مزہ آئے گا۔ چلو ابھی کوئی نہیں سوئے گا۔ سب آنکھیں کھول کر اگلی نظم پڑھنے کی تیاری کرو۔ شاباش! بھئی رات کا ذکر ہو اور آسمان اور تاروں کی بات نہ ہو یہ کچھ اچھا نہیں لگتا کیونکہ رات کے دامن میں ہی تو چندا، تارے ہوتے ہیں۔ تب ہی تو پتہ چلتا ہے کہ رات ہو گئی۔ ہاں تو چلو اب آسمان کی سیر کو چلتے ہیں جہاں تارے بھی ہیں۔ ہاں ہماری اگلی نظم جس کا نام ہے 'آسمان اور تارے'

## آسمان اور تارے

۱- اگر تیری قدرت کی کاریگری
نہ کرتی سمجھ بوجھ کر رہبری
۲- تو وہ سر پٹکتی ہی رہتی مدام

طلب میں بھٹکتی ہی رہتی مدام

۳- بنائی ہے تونے یہ کیا خوب چھت
کہ ہے سارے عالم کی جس میں کھپت

۴- یہ سقف کہن ہے ابھی تک نئی
اسے دیکھتی یوں ہی دنیا گئی

۵- زمیں پر گئیں کتنی نسلیں گزر
رہی اس کی ہئیت پہ سب کی نظر

۶- اسے سب نے پایا اسی ڈھنگ پر
اسے سب نے دیکھا اسی رنگ پر

۷- عجب ہے یہ خیمہ، رسن ہے نہ چوب
ہمیشہ مصفا ہے بے رفت و روب

۸- نہ در ہے نہ منظر نہ کوئی شگاف
ادھر سے ادھر تک ہے میدان صاف

۹- کہیں جوڑ ہے اور نہ پیوند ہے

جدھر دیکھئے اس طرف بند ہے

۱۰- عجب قدرتی شامیانہ ہے یہ

نظر کی پہنچ کا ٹھکانہ ہے یہ

۱۱- بنایا ہے کیا دست قدرت نے گول

چرس ہے نہ جھری نہ سلوٹ نہ جھول

۱۲- یہ تارے جو ہیں آتے جاتے ہوئے

یہ چمکتے ہوئے جگمگاتے ہوئے

۱۳- نظر آرہے ہیں عجب شان سے

ہیں لٹکے ہوئے سقف ایوان سے

۱۴- چراغ ایسے روشن جو بن تیل ہیں

یہ تیری ہی قدرت کے سب کھیل ہیں

۱۵- ہیں یہ لعل و گوہر جو بکھرے ہوئے

زمیں سے بھی ہیں ان میں اکثر بڑے

۱۶- نظر میں جو اتنے سے آتے ہیں یہ

بہت دور چکر لگاتے ہیں یہ

۱۷- جداگانہ رکھتے ہیں اپنا مدار
نہیں جانتا کوئی ان کا شمار

۱۸- یہ قائم ہیں تیری ہی تقدیر سے
بندھے ہیں بہم سخت زنجیر سے

۱۹- وہ زنجیر کیا ہے کشش باہمی
نہ اس میں خلل ہو نہ بیشی کمی

۲۰- عجب تونے باندھی ہے یہ باگ ڈور
تلا سب کا رہتا ہے آپس میں زور

۲۱- یہ سب لگ رہے ہیں اسی لاگ پر
لگاتے ہیں چکر اسی باگ پر

۲۲- ہر اک کے لیے اک معین ہے دور
وہی ایک وتیرہ وہی ایک طور

۲۳- سدا چال کا ایک انداز ہے

نہ کھٹکا نہ آہٹ، نہ آواز ہے

۲۴- ہے ان سب کا آئین ایجاد ایک
ہنر ایک ہے اور استاد ایک

۲۵- ہر اک چیز ذرے سے تا آفتاب
بلاشبہ رکھتی ہے یکساں حساب

۲۶- ہیں ذروں میں خورشید کی سی صفات
ہے خورشید بھی ذرۂ کائنات

۲۷- حقیقت میں ہے یاں دورنگی کہاں
جہاں ذرہ ہے اور ذرہ جہاں

## لغت اطفال

| الفاظ | معنی | الفاظ | معنی |
|---|---|---|---|
| مدام | ہمیشہ | رہبری | راستہ دکھانے والا |
| سقف کہن | پرانی چھت | رسن | رسی |

| | | | |
|---|---|---|---|
| چوب | : لکڑی | مصفا | : پاک |
| رفت وروب | : جھاڑ پونچھ | شگاف | : چھید |
| دست قدرت | : قدرتی ہاتھ | لعل و گہر | : موتیوں کے نام |
| چرس | : پکڑا ہوا | ایوان | : محل |
| مدار | : دائرہ/گولا | شمار | : گنتی |
| باہم | : آپس میں | کشش | : کھچاؤ |
| خلل | : رکاوٹ | معین | : طے کیا ہوا |
| وطیرہ | : دستور | آئین | : اصول |
| آفتاب | : سورج | خورشید | : سورج |
| طور | : طریقہ | لاگ | : علاقہ |
| خیمہ | : تنبو/ڈیرہ | | |

اس نظم کو پڑھ ہمیں لگ رہا ہے کہ ہمارے ننھے منے قارئین اب بڑے ہو گئے ہیں۔بچو! قارئین پڑھنے والے کو کہتے ہیں۔اب ذرا اردو کے دوسرے الفاظ بھی سیکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

کیوں؟ صحیح کہانا ہم نے!

اس نظم میں بھی کافی مشکل الفاظ ہیں۔ جن کو ہم نے الفاظ معنی کی مدد سے سہل کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ آپ سب انھیں پڑھ کر اپنے آپ کو واقعی بڑا محسوس کریں گے۔ ہم نے بھی سوچا کہ کیوں نہ پہلے مولوی صاحب کی نظم 'ہوا چلی' پڑھ لی جائے پھر 'رات' اور شام کا ذکر کیا جائے پھر 'آسمان اور تارے' تاکہ ایک ترتیب سے ساری چیزیں نظم کی شکل میں سامنے آئیں۔

نظم اور الفاظ معنی پڑھنے کے بعد اب کہانی کا نمبر ہے۔ خدا کی حمد وثنا کا مطلب ہے کہ اللہ نے دنیا کو کتنی بہترین چیزوں سے سجایا ہے اور انسان کو کیسی کیسی بہترین نعمتیں عطا کی ہیں۔ جن کے بارے میں سوچا جائے تو ہمارے منہ سے شکر کے علاوہ اور کچھ نہ نکلے۔

نظم کا مفہوم کچھ یہ ہے کہ آسمان کو دیکھ کر شاعر کہہ رہا ہے کہ اے مالک! یہ تیرے کارخانے کے عجیب عجیب کام ہیں۔ یہ تیرا ہی کمال ہے۔ اگر ہماری عقل ہمیں نہ بتائے تو ہم ہمیشہ ہی بھٹکتے رہتے

اور چاہنے کے باوجود کچھ پتہ نہ چلتا۔ یہ جو تو نے ہمارے سروں پر آسمان کی چھت بنائی ہے وہ چھت جس میں ساری دنیا چھپی ہوئی ہے۔ بڑی عجیب ہے۔ دنیا کب سے بنی ہوئی ہے مگر اس کی اس چھت میں کبھی کوئی فرق نہیں آیا۔ کتنے ہی لوگ دنیا میں آئے اور چلے گئے۔ سب اس کی بناوٹ پر حیران ہی رہے۔ یہ ہمیشہ سے ایسی ہی تھی اور ایسی ہی ہے۔ آگے مولوی صاحب کہتے ہیں کہ نہ تو اسے رسیوں سے باندھا گیا ہے اور کسی لکڑی کے سہارے سے کھڑا کیا گیا ہے۔ دیکھو تو لگتا ہے جیسے کوئی خیمہ بنا ہو مگر اس میں نہ تو دروازہ نظر آتا ہے اور نہ کوئی سوراخ۔ نظر ڈالو تو لگتا ہے ایک صاف ستھرا میدان ہے جو ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ نہ تو اس میں کہیں کوئی جوڑ نظر آتا ہے اور نہ پیوند۔ جب اس کا گہرائی سے جائزہ لو تو لگتا ہے کہ ایک چادر ہے جو ہر طرف سے بند ہے۔ جیسے کوئی شامیانہ لگا دیا گیا ہو اور جہاں تک ہماری نظر کام کرتی ہے یہ آسمان ہی آسمان دکھائی دیتا ہے۔ اللہ نے اسے کیسا گول بنایا ہے۔ نہ کہیں سے اسے کوئی پکڑے ہوئے ہے اور نہ اس میں کوئی سلوٹ ہے نہ

کہیں سے ڈھیلا ہے نہ کھنچا ہوا ہے اور یہی نہیں اس میں جو ستارے چلتے پھرتے نظر آتے ہیں وہ اور حیران کر دینے والے ہیں۔ وہ ستارے جو ہر وقت چمکتے رہتے ہیں۔ کتنے پیارے لگتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے کسی محل کی چھت سے کوئی جھاڑ لٹک رہا ہو، جس میں روشنیاں چمک رہی ہوں۔ یہ کیسے چراغ ہیں جو بنا تیل کے پوری پوری رات جلتے رہتے ہیں۔ اے میرے مالک! یہ سب تیری قدرت کا کرشمہ ہے۔ یہ جو موتیوں کی طرح ادھر ادھر بکھرے ہوئے ستارے ہیں ان میں سے بہت سے تو زمین سے بھی بڑے ہیں۔

جی ہاں بچو! اب سائنس سے بھی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بہت سے ستارے ہماری زمین سے بھی بڑے ہیں۔ مگر یہ زمین سے اتنی دور ہونے کی وجہ سے، بہت چھوٹے نظر آتے ہیں۔ یہ بات تو آپ سب کو معلوم ہی ہوگی کہ دور کی چیز ہمیں بہت چھوٹی نظر آتی ہے اور کبھی کبھی تو نقطے کی طرح ہی دکھائی دیتی ہے۔ بس اسی طرح یہ بہت بڑے بڑے ستارے بھی ہمیں چھوٹے چھوٹے نقطے نظر آتے ہیں بالکل جگنو کی

طرح۔ان ستاروں کی اور بہت سی خوبیاں ہیں۔ یہ ستارے ہمیشہ چکر لگاتے رہتے ہیں اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے میلوں کا سفر طے کر لیتے ہیں۔اللہ نے ان کا کچھ ایسا نظام بنایا ہے کہ یہ کبھی آپس میں ٹکراتے نہیں اور ایک دوسرے سے الگ الگ مگر ساتھ میں گردش کرتے رہتے ہیں اور ہم میں سے کوئی بھی ان کی گنتی نہیں کر سکتا یعنی کوئی نہیں بتا سکتا کہ یہ کتنے ہیں۔اے رب! یہ سب تیری قوت، تیری عظمت کی نشانیاں ہیں کہ بغیر زنجیر کے ایک دوسرے کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں اور وہ زنجیر کیا ہے ایک کشش ثقل۔ جسے آپ انگلش میں gravity کہتے ہیں۔ یہ سب اللہ کے بنائے ہوئے اصول کے تحت اپنے اپنے علاقہ میں بس چل رہے ہیں۔بس ان کا کام اسی دائرے میں گھومنا ہے اور یہ سب اپنا کام برابر کیے جا رہے ہیں۔ ہر تارے کا ایک طے شدہ راستہ اللہ نے بنا دیا ہے۔ وہ اس راستے کو پار کرتا ہے اور واپس اپنی جگہ آ کر پھر سے چکر لگانا شروع کر دیتا ہے۔ان میں نہ کبھی آواز پیدا ہوتی ہے اور نہ کوئی کھٹک ہوتی ہے۔ان سب کی ایجاد کا ایک اصول ہے۔ایک مقصد ہے اور ان

سب کا مالک بھی ایک ہے۔ دنیا میں ہر ایک چیز چاہے وہ ذرہ ہو یا چمکتا ہوا سورج، اپنا ایک حساب کتاب رکھتا ہے۔ کچھ تاروں میں سورج کی سی خوبیاں بھی ہیں۔ وہ سورج جو دہکتا ہوا، چمکتا ہوا آگ کا گولا ہے وہ اس کائنات کے سامنے ایک ذرہ ہے۔ یعنی کائنات سورج سے بہت بڑی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس دنیا میں کہیں کوئی چیز بہت چھوٹی ہے اور کوئی بہت بڑی۔ یہ دنیا اللہ نے عجب شے بنائی ہے۔

ارے.....ارے! سارے بچے آسمان کو دیکھنے لگے۔ ارے جاگو بھی جاگو۔ آسمان کو اگر دیکھنا ہے تو اس کا بھی ہمارے پاس ایک طریقہ ہے۔ آپ planitorium میں جا کر بہت قسم کے تارے دیکھ سکتے ہیں۔ اگر آپ کے شہر میں یہ نہ ہو تو اس کی سی. ڈی لا کر اپنے کمپیوٹر پر دیکھ لیں۔ سچ بڑا مزہ آتا ہے! ایسا لگتا ہے جیسے ہم آسمان پر چلے گئے ہوں اور تاروں میں ہی ہمارا گھر بن گیا ہو۔ مگر ایسا کرنے کے لیے اپنے ممی پاپا سے کہنا پڑے گا۔ ہمیں یقین ہے وہ ضرور آپ کو یہ دکھائیں گے اور بہت سے بچوں نے تو یہ دیکھا بھی ہوگا۔ کیوں؟

چلو بھئی جلدی جاگو..... صبح ہوگئی اور آپ سب ابھی تک آسمان اور تاروں میں کھوئے ہوئے ہیں۔ رات ختم ہوگئی۔ تارے اپنے اپنے گھروں پر چلے گئے اور نیا سورج دیکھو اپنے ساتھ کیا کیا لایا ہے۔

ارے میرے ننھے منے بچو! حیران کیوں ہوتے ہو، ہمارے پٹارے میں اگلی نظم کا نام ہے 'صبح کی آمد'

## صبح کی آمد

۱- خبر دن کے آنے کی میں لا رہی ہوں
اجالا زمانے میں پھیلا رہی ہوں
بہار اپنی مشرق سے دکھلا رہی ہوں
پکارے گلے صاف چلا رہی ہوں
اٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں

۲- میں سب کار بہوار کے ساتھ آئی
میں رفتار و گفتار کے ساتھ آئی

میں باجوں کی جھنکار کے ساتھ آئی
میں چڑیوں کی چہکار کے ساتھ آئی

اٹھو سونے والو! کہ میں آرہی ہوں

۳- اذاں پر اذاں مرغ دینے لگا ہے
خوشی سے ہر اک جانور بولتا ہے
درختوں کے اوپر عجب چہچہا ہے
سہانا ہے وقت اور ٹھنڈی ہوا ہے

اٹھو سونے والو! کہ میں آرہی ہوں

۴- یہ چڑیاں جو پیڑوں پہ غل ہیں مچاتی
ادھر سے ادھر اڑ کے ہیں آتی جاتی
دموں کو ہلاتی پروں کو پھلاتی
مری آمد آمد کے ہیں گیت گاتی

اٹھو سونے والو! کہ میں آرہی ہوں

۵- جو طوطے نے باغوں میں ٹیں ٹیں مچائی

تو بلبل بھی گلشن میں ہے چہچہائی
اور اونچی منڈیروں پہ شاما بھی گائی
میں سو سو طرح دے رہی ہوں دہائی

اٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں

۶- ہر اک باغ کو میں نے مہکا دیا ہے
نسیم اور صبا کو بھی لہکا دیا ہے
چمن سرخ پھولوں سے دہکا دیا ہے
مگر نیند نے تم کو بہکا دیا ہے

اٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں

۷- ہوئی مجھ سے رونق پہاڑ اور بن میں
ہر اک ملک میں دیس میں اور وطن میں
کھلاتی ہوئی پھول آئی چمن میں
بجھاتی چلی شمع کو انجمن میں

اٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں

۸- جو اس وقت جنگل کی بوٹی جڑی ہے
سو وہ نولکھا ہار پہنے کھڑی ہے
عجب یہ سماں ہے عجب یہ گھڑی ہے
کہ پچھلے کی ٹھنڈک سے شبنم پڑی ہے

اٹھو سونے والو! کہ میں آرہی ہوں

۹- ہرن چونک اٹھے چوکڑی بھر رہے ہیں
کلیلیں ہر اک کھیت میں بھر رہے ہیں
ندی کے کنارے کھڑے چر رہے ہیں
غرض میرے جلوے پہ سب مر رہے ہیں

اٹھو سونے والو! کہ میں آرہی ہوں

۱۰- میں تاروں کی چھاں آن پہنچی یہاں تک
زمیں سے ہے جلوہ مرا آسماں تک
مجھے پاؤ گے دیکھتے ہو جہاں تک
کرو گے بھلا کاہلی تم کہاں تک

اٹھو سونے والو! کہ میں آرہی ہوں

۱۱- پجاری کو مندر کے میں نے جگایا
موذن کو مسجد کے میں نے اٹھایا
بھٹکتے مسافر کو رستہ بتایا
اندھیرا گھٹایا اجالا بڑھایا

اٹھو سونے والو! کہ میں آرہی ہوں

۱۲- لدے قافلوں کے بھی منزل سے ڈیرے
کسانوں کے ہل چل پڑے منہ اندھیرے
چلے جال کندھے پہ لے کر مچھیرے
دلدر ہوئے دور آنے سے میرے

اٹھو سونے والو! کہ میں آرہی ہوں

۱۳- بگل اور طنبور سنکھ اور نوبت
بجانے لگے اپنی اپنی سبھی گت
چلی توپ بھی دن سے حضرت سلامت

نہیں خوب غفلت نہیں خوب غفلت

اٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں

۱۴- لو ہوشیار ہو جاؤ اور آنکھ کھولو

نہ لو کروٹیں اور نہ بستر ٹٹولو

خدا کو کرو یاد اور منہ سے بولو

بس اب خیر سے اٹھ کے منہ ہاتھ دھولو

اٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں

۱۵- بڑی دھوم دھام سے آئی میری سواری

جہاں میں ہوا اب مرا حکم جاری

ستارے چھپے رات اندھیری سدھاری

دکھائی دیے باغ اور کھیت کیاری

اٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں

۱۶- میں پورب سے پچھّم پہ کرتی ہوں دھاوا

زمیں کے کرہ پہ لگاتی ہیں کاوا

میں طے کر کے آئی ہوں چین اور جاوا
نہیں کہتی کچھ تم سے اس کے علاوا
اٹھو سونے والو! کہ میں آ رہی ہوں

## لغت اطفال

| الفاظ | معنی | الفاظ | معنی |
|---|---|---|---|
| بہوار | لین دین | سہانا | اچھا لگنا |
| رفتار | چال | گفتار | بات چیت |
| نسیم | صبح کو چلنے والی ہوا | صبا | ٹھنڈی ہوا |
| کلیلیں | دوڑ بھاگ | موذن | اذان دینے والا |
| بگل | باجا | سنکھ | مندر میں بجنے والا شنکھ |
| نوبت | نقارہ | کرہ | زمین |
| کاوا | چکر | طنبور | ایک ساز (بجنے والی چیز) |

دیکھا بچو! کتنی پیاری اور اچھی نظم ہے۔ ایسی نظمیں اگر کئی بچے ایک ساتھ مل کر پڑھیں تو بہت ہی مزہ آتا ہے اور یاد بھی بہت آسانی سے ہو جاتی ہیں۔ نظم بہت لمبی ہے۔ شاعر نے ہر ہر چیز پر صبح کا اثر ظاہر کیا ہے جو اپنے آپ میں خود بہت بڑا کمال لگتا ہے کہ کوئی شاعر کسی ایک چیز کا اثر بہت ساری چیزوں سے ظاہر کرے۔ نظم پڑھ کر ایسا لگتا ہے جیسے مولوی صاحب نے ہر ہر چیز کے پاس بیٹھ کر اس پر ہونے والے صبح کے اثرات دیکھے ہوں۔ بہت ہی خوبصورت الفاظ کے ساتھ صبح ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔

بچو! جب صبح ہوتی ہے تو سارا منظر بہت خوبصورت اور دلکش ہو جاتا ہے۔ صبح ہونے کا اعلان پو پھٹنے کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ پو پھٹنا یعنی رات اور صبح کے درمیاں آسمان میں مشرق کی طرف اللہ ایک لکیر ڈال دیتا ہے جو صبح ہونے کا اعلان کرتی ہے۔ اس کے بعد فجر کی اذان ہوتی ہے اور پھر ہلکی ہلکی روشنی پوری دنیا پر چھا جاتی ہے اور چڑیاں چہچہانے لگتی ہیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سورج چاچو ہلکے ہلکے پردے سے باہر آتے

ہیں۔ بڑا ٹھنڈا موسم ہوتا ہے اس وقت۔ ہر طرف کا نظارہ بھی بہت حسین ہوتا ہے۔ اس سارے قدرتی حسن کو صبح ہونا کہتے ہیں۔

تو بس وہی صبح بچوں سے کہہ رہی ہے کہ اے سونے والو! اب اٹھ جاؤ دیکھو میں آ رہی ہوں اور دن ہونے کی خبر لا رہی ہوں۔ میں اب ساری دنیا میں روشنی پھیلانے کا کام کرنے والی ہوں۔ میں مشرق سے یعنی جس طرف سے سورج نکلتا ہے ادھر سے چل کر آ رہی ہوں اور اپنے ساتھ سورج لا رہی ہوں۔ میں مشرق کی طرف سے صاف ظاہر ہو رہی ہوں کہ اب صبح ہونے والی ہے۔ سونے والو! اب اٹھ جاؤ۔

صبح کہہ رہی ہے کہ میں جب آتی ہوں تو سب کے لیے کام لاتی ہوں۔ میں بڑی تیزی سے زمین کی طرف آتی ہوں اور اپنے ساتھ بہت سی آوازیں بھی لاتی ہوں۔ مطلب یہ کہ جس جس چیز کو صبح ہونے کا احساس ہونے لگتا ہے وہ اٹھ کر اپنے اپنے کام پر لگ جاتی ہے۔ چڑیاں بھی میرے آنے سے چہچہانے لگتی ہیں اور باجے نگاڑے بھی بج اٹھتے ہیں۔ اے سونے والو! تم بھی اٹھ جاؤ۔ یہ بار بار جو صبح اٹھنے کو کہہ رہی

ہے وہ انسانوں اور بچوں سے کہہ رہی ہے۔ کیونکہ سب چیزیں جلدی اٹھ جاتی ہیں صرف انسان ہی بستر دیر سے چھوڑتا ہے۔ آگے صبح کہہ رہی ہے کہ دیکھو مرغ بھی جاگ کر بانگ دینے لگے۔ ہر جانور خوش ہے کہ صبح ہو گئی ہے۔ ہر طرف ہر چیز پر رونق آ گئی ہے۔ موسم بھی بہت سہانا ہو رہا ہے اور ٹھنڈی ہوا بھی چل رہی ہے۔ بس اب تم سب بھی اٹھ جاؤ۔ دیکھو میرے آنے کی خوشی میں چڑیاں بھی خوشی سے ادھر سے ادھر پیڑوں پر ڈولتی پھر رہی ہیں اور خوشی میں دموں کو ہلا ہلا کر صبح کا لطف لے رہی ہیں۔ طوطے بھی باغوں میں بولنے لگے ہیں۔ بلبل بھی چہک رہی ہے اور تمام قسم کی چڑیاں میرے آنے سے بہت خوش ہیں۔ اب تم بھی اٹھ جاؤ۔

صبح آگے کہہ رہی ہے کہ دیکھو میں نے باغوں میں پھول کھلا دیے ہیں اور ان سب کو مہکا دیا ہے۔ ٹھنڈی ہوا جسے نسیم اور صبا کہا جاتا ہے وہ بھی چل رہی ہے۔ ساری دنیا جاگ گئی ہے مگر تم ہو کہ ابھی تک سوئے ہو۔ اب اٹھ جاؤ۔ دیکھو ذرا میرے آنے سے پہاڑوں اور

جنگلوں اور ہر ملک میں چہل پہل شروع ہو گئی ہے۔ میں آئی تو رات بھر جلنے والے چراغ بھی بجھ گئے جو تم نے اندھیرا ختم کرنے کے لیے جلائے تھے۔ میرے آنے سے جنگل کا ہر پتہ، پودا ایسا لگ رہا ہے جیسے سجا کھڑا ہو۔ میری آمد کے وقت ہر طرف ایک عجیب قسم کی خوبصورتی فضا، میں چھا جاتی ہے اور پھولوں پر پڑی شبنم بھی چمک اٹھتی ہے۔ بس اب تم بھی بستر چھوڑ و اور اٹھ جاؤ۔

دیکھو ہرن بھی کیسے خوش ہو کر ادھر سے ادھر دوڑتے پھر رہے ہیں ہر جانور اپنے اپنے کام میں مشغول ہو گیا ہے۔ میرے آنے کا اثر ہر چیز پر پڑ چکا ہے اور تم ابھی تک سو رہے ہو۔ بس اب تم بھی اٹھ جاؤ۔

میں نے تو مندر کے پجاری کو گھنٹہ بجانے اور مسجد کے موذن کو بھی اذان دینے کے لیے اٹھا دیا ہے۔ مندر میں شنکھ اور بگل بجنے لگے اور وہ لوگ جو رات بھر سفر کر کے تھک گئے تھے۔ وہ اب دوبارہ چلنے کی تیاری میں ہیں۔ وہ قافلے جو اندھیرے کے سبب رک گئے تھے اب سب چل پڑے ہیں کیونکہ سب کی سستی دور ہو چکی ہے۔ بس اب تم بھی

اٹھ جاؤ۔

دیکھو ہر طرف فضا میں قسم قسم کی آوازیں آنا شروع ہو چکی ہیں۔ سب اپنے اپنے کام میں لگ گئے ہیں اور تم ہو کہ ابھی تک بے خبر پڑے ہو، اتنی کاہلی اچھی نہیں۔ پیارے بچو! بس اب تم بھی اٹھ جاؤ۔ دیکھو بس اب جاگ جاؤ۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ آنکھیں کھولو اور بستر پر کروٹیں لینا چھوڑ دو۔ اپنے خدا کو یاد کرو۔ کلمہ پڑھو اور منہ ہاتھ دھو کر اپنا دن شروع کرو کہ میں تمہارے پاس آ گئی ہوں۔ دیکھو میرے آنے کا کتنا شور، کتنا ہنگامہ ہے جیسے کسی راجہ کی سواری آنے سے دھوم دھام اور رونق ہو جاتی ہے بالکل اسی طرح اب ہر طرف میرا ہی حکم چلنے والا ہے۔ رات اپنے گھر واپس چلی گئی ہے۔ ستارے بھی چھپ گئے ہیں۔ اب ہر چیز صاف صاف نظر آنے لگی ہے۔ میں رفتہ رفتہ پورب سے پچھّم کی طرف (یعنی جس طرف سورج چھپتا ہے) سفر کرتی ہوں اور زمین کا چکر لگاتی ہوئی آگے بڑھتی ہوں۔ یہاں آنے سے پہلے میں چین اور جاوا ملکوں میں بھی لوگوں کو جگا کر آئی ہوں۔ بس اب میں تم سے اور کچھ کہنا نہیں

چاہتی سوائے اس کے کہ اے سونے والو! تم جلدی جلدی اٹھ جاؤ۔

دیکھا بچو! صبح بھی ان بچوں سے ناراض ہوتی ہے جو جلدی اٹھ کر اس کا استقبال نہیں کرتے۔ ویسے جلدی اٹھنے سے صحت بھی اچھی رہتی ہے اوراسکول کو بھی دیر نہیں ہوتی۔ اب سب بچے جلدی اٹھ کر یہ دیکھیں گے کہ شاعر صاحب نے جو جو بتایا ہے وہ سب صبح کو ہوتا بھی ہے یا نہیں؟ ارے واہ.....ہمارے سارے بچے جاگ گئے۔ لگتا ہے اچھے بچے بن گئے!

بچو! اب ہم اپنی اس کتاب کی آخری نظم پڑھنے کی طرف جا رہے ہیں۔ کیونکہ اب جادو کے پٹارے میں کوئی نظم نہیں ہے۔ نظمیں تو اور بھی بہت ہیں مگر ہم نے آپ کی عمر کا لحاظ رکھتے ہوئے جن نظموں کا انتخاب کیا ہے یہ اس سلسلہ کی آخری نظم ہے۔ انشاء اللہ آئندہ ہم آپ کو دوسری نظمیں بھی سنانے آئیں گے۔

اب ہم اس کتاب کی جس نظم کو ڈھونڈ کر لائے ہیں وہ پتہ ہے کون سی ہے؟ پٹارے میں تو بہت سی نظمیں ابھی باقی ہیں مگر ہم نے انھیں بند کر کے اپنے پاس رکھا ہے مگر یہ نظم بہت اچھل اچھل کر ہمارے پاس آ رہی ہے۔ دیکھیں اس کا کیا نام ہے؟ ہوں.....نام ہے 'اچھا زمانہ آتا ہے' تو چلو

سب بچے مل کر خوب زوردار آواز میں اس نظم کو پڑھتے ہیں جس کا نام ہے.....

## اچھا زمانہ آتا ہے

۱- تنے گا مسرت کا اب شامیانہ
بجے گا محبت کا نقار خانہ
حمایت کا گائیں گے مل کر ترانہ

کرو صبر آتا ہے اچھا زمانہ

۲- نہ ہم روشنی دن کی دیکھیں گے لیکن
چمک اپنی دکھلائیں گے اب بھلے دن
رکے گا نہ عالم ترقی کیے بن

کرو صبر آتا ہے اچھا زمانہ

۳- زبانِ قلم سیف پر ہوگی غالب
دبیں گے نہ طاقت سے پھر حق کے طالب
کہ محکومِ حق ہوگا دنیا کا قالب

کرو صبر آتا ہے اچھا زمانہ

۴- زمانہ نسب کو نہ پوچھے گا ہے کیا؟
مگر وصفِ ذاتی کا ڈنکا بجے گا
اسی کو بڑا سب سے مانے گی دنیا

کرو صبر آتا ہے اچھا زمانہ

۵- لڑائی کو انسان سمجھیں گے ڈائن
تفاخر پہ ہوگی نہ قوموں کی ان بن
مشیخت کی خاطر اڑے گی نہ گردن

کرو صبر آتا ہے اچھا زمانہ

٦- عقیدوں کی مٹ جائے گی سب رقابت
مذاہب کو ہوگی تعصب سے فرصت
مگر ان کی بڑھ جائے گی اور طاقت

کرو صبر آتا ہے اچھا زمانہ

۷۔ کریں سب مدد ایک کی ایک مل کر
یہی بات واجب ہے ہر مردوزن پر
لگے ہاتھ سب کا تو اٹھ جائے چھپر
کرو صبر آتا ہے اچھا زمانہ

## لغت اطفال

| الفاظ | معنی | الفاظ | معنی |
|---|---|---|---|
| مسرت | خوشی | نقارا | باجا |
| حمایت | ہمدردی | عالم | دنیا |
| سیف | تلوار | غالب | چھاجانا |
| محکوم | حکومت کرنے والا | وصف | خوبی |
| قالب | دل | مشخیت | بزرگی، نیک لوگ |
| رقابت | دشمنی | تعصب | بے جا طرف داری کرنا |
| مردوزن | مرد اور عورت | | |

ارے واہ..... سارے بچوں کی آوازیں ہمیں سنائی دے رہی ہیں۔شاباش!نظم بھی بہت اچھی ہے۔سب بچے اسے پڑھ کر اپنے اندر ایک حوصلہ ایک عزم پیدا کریں گے کیونکہ یہ ملک ہمارا ہے اور ہمیں ہی اپنی اچھی اچھی باتوں سے اسے کامیاب اور خوشحال بنانا ہے اور ایسا ہی کچھ نظم میں بھی کہا گیا ہے۔

مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ اب بہت جلد وہ زمانہ آنے والا ہے جب ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی۔ ہر طرف محبت کے گیت گائے جائیں گے۔سب ایک دوسرے سے محبت کریں گے۔ہم سب اپنی اچھائیوں اور خوبیوں سے وہ خوشیوں بھرا دور اس ملک میں ضرور لائیں گے۔ہم سب خوب محنت کریں گے اور پڑھ لکھ کر علم کے ذریعہ خوب ترقی کریں گے۔بس تھوڑا صبر کرنا ہے پھر وہ خوشیوں بھرا دور ضرور آئے گا۔

اب وہ دن بھی دور نہیں جب ہمارا قلم، ہمارا علم، ظالم کی تلوار پر بھاری ہوگا، یعنی ہم اونچے درجے پر ہوں گے اور تلوار قلم کی طاقت سے دبی ہوئی ہوگی۔ ہماری صلاحیتوں اور ہمارے علم کے ذریعہ ساری دنیا

ہماری مٹھی میں ہوگی۔ پھر کوئی طاقت ور کسی کمزور پر ظلم نہیں کرے گا۔ سب کو سب کا حق دیا جائے گا اور دنیا پر اسی کی حکومت ہوگی جو سچا ہوگا۔ بس ہمیں محنت کرنا ہے اور تھوڑا سا صبر کرنا ہے۔

آگے کہتے ہیں کہ اب وہ زمانہ دور نہیں جب کوئی کسی کی ذات پات کے چکر میں پڑے گا بلکہ سب اپنے اعمال اپنی صلاحیت سے اپنی پہچان بنائیں گے۔ انسان کو سمجھ میں آجائے گا کہ لڑائی جھگڑے کا کوئی فائدہ نہیں۔ سب اس سے خوف محسوس کریں گے اور مل جل کر رہنا ہی اپنی شان سمجھیں گے۔ کوئی کسی کی گردن نہیں اڑائے گا۔ بس اس زمانے کے آنے میں تھوڑا ہی وقت باقی ہے۔ ذرا صبر کرنا پڑے گا اور وہ دن بھی اب دور نہیں جب ہم مذہبی لڑائی جھگڑا بند کردیں گے۔ ساری دشمنی بھلا کر سب ایک ہو جائیں گے اور اپنی طاقت اتحاد کے ذریعہ بڑھائیں گے۔ سب ایک دوسرے کی مدد کو ہر وقت تیار رہیں گے۔ ہر مرد اور عورت انسانیت اور محبت کا درس سیکھ لے گا۔ سب سب کے کام میں ہاتھ بٹائیں گے۔ کوئی تنہا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ سب مل کر ہاتھ لگائیں گے تو ہر مشکل کام آسان ہو

جائے گا۔ سب بہت محنت کریں گے اور وہ اچھا زمانہ لائیں گے۔

پیارے نونہالو! ہمیں امید ہے کہ آپ کو ہماری یہ کوشش ضرور پسند آئی ہوگی۔ انشاء اللہ اگلی ملاقات پھر کسی نئی کتاب کے ذریعہ آپ سب سے ضرور ہوگی۔ ہماری دعا ہے کہ آپ تمام بچے ہندوستان کے چمکتے ہوئے ستارے بن کر اپنے ملک کا نام روشن کریں اور ساتھ ہی ساتھ پوری محنت اور لگن سے کامیابی حاصل کریں اور اپنی مادری زبان اردو سے اپنا تعلق جوڑے رکھیں۔ علامہ اقبال کا ایک شعر ہمیشہ یاد رکھیں کہ:

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

یکم نومبر: اسماعیل میرٹھی

# Bchhon Ke Shair

## ISMAIL MEERUTHI

NUSRAT SHAMSI

**E.MAIL:**

nusratshamsi123@gmail.com

**whatsapp no**

9045380276

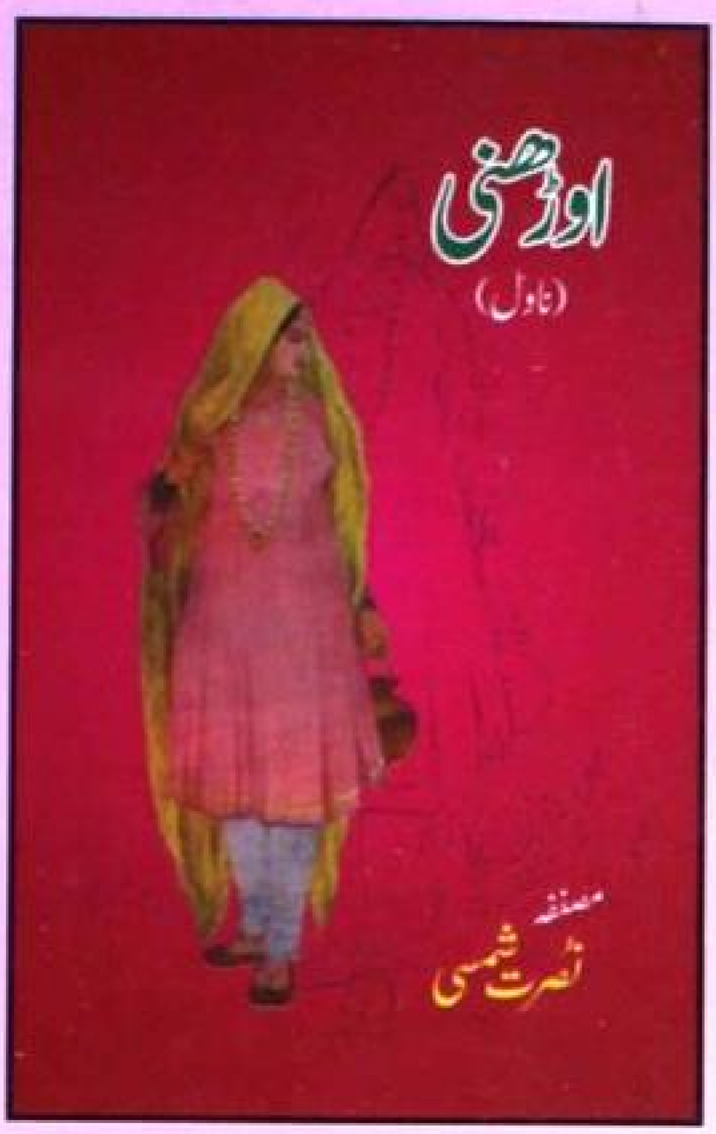


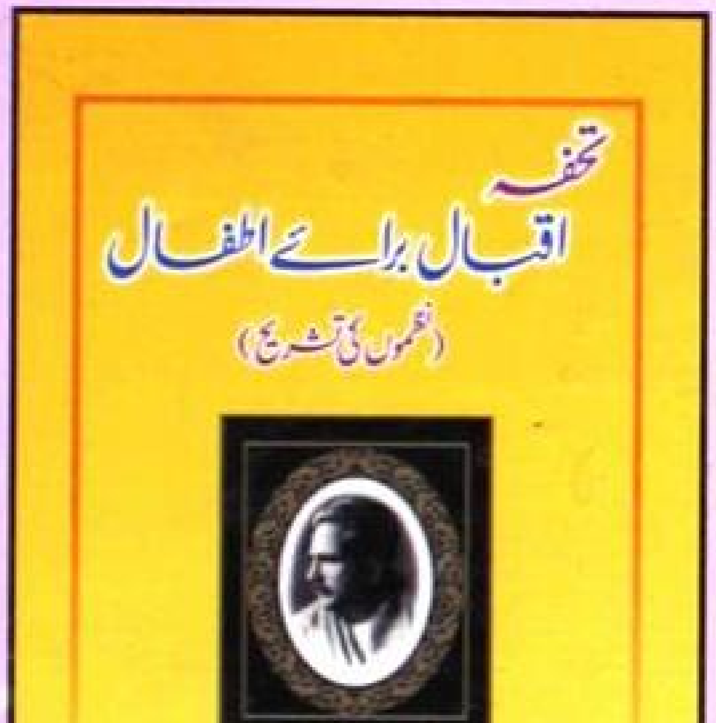


ISBN No. : 81-87763-73-6